REGD No P-67
رجسٹرڈ نمبر ۶۷

۱۹ ہجرت ۱۳۴۵ھش | ۲۷ محرم ۱۳۸۶ ہجری | ۱۹ مئی ۱۹۶۶ء

اخبار احمدیہ

قادیان ۱۷ مئی۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ ۱۰ مئی کی اطلاع مظہر ہے کہ حضور کی صحت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ۔ اخبار الفضل سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور چند روز نخلہ میں قیام فرمانے کے بعد مورخہ ۵ مئی ۶۶ء کو سات بجے شام بخیریت ربوہ واپس تشریف لے آئے تھے۔

قادیان ۱۷ مئی۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ صوبہ اڑیسہ کا دورہ مکمل کرنے کے بعد ۱۰ مئی کو کلکتہ تشریف لے آئے تھے۔ آپ یہاں سے ایک ہفتہ کے لئے رانچی تشریف لے جائیں گے اور غالباً ۵ جون تک قادیان واپس تشریف لے آئیں گے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ سفر و حضر میں سب کا حافظ و ناصر ہو اور بخیریت دارالامان واپس لائے۔

— مکرم چوہدری مبارک علی صاحب ایڈیشنل ناظر امور عامہ بیرون دورہ میں محترم صاحبزادہ صاحب کے ہمراہ تھے اور مکرم چوہدری سعید احمد صاحب نائب ناظر بیت المال ہو کر سبا جدید کے دو گا سلسلہ میں بہار و اڑیسہ

خالصۃً احمدی خواتین کے چندوں سے تعمیر ہونے والی

ڈنمارک کی سب سے پہلی مسجد کا سنگِ بنیاد رکھ دیا گیا

سنگِ بنیاد اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ دعاؤں کے درمیان محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب نے رکھا

اس مبارک تقریب میں اسلامی ملکوں کے سفارتی نمائندوں اور مختلف ملکوں کے مسلمانوں کی شرکت

کوپن ہیگن یہ خبر نہایت درجہ خوشی اور مسرت کے ساتھ سنی جائے گی کہ مورخہ ۶ مئی ۱۹۶۶ء بروز جمعۃ المبارک ڈنمارک میں تعمیر ہونے والی سب سے پہلی مسجد کا سنگِ بنیاد رکھ دیا گیا۔ سنگِ بنیاد اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ دعاؤں کے درمیان محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل اعلیٰ و وکیل التبشیر تحریک جدید نے رکھا۔ اس مبارک تقریب میں ڈنمارک کے نو مسلم احمدی احباب کے علاوہ ڈنمارک کے بعض سربرآوردہ حضرات متعدد اسلامی ملکوں کے سفارتی نمائندوں اور علی الخصوص بین الاقوامی عدالت کے جج محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب نے بھی شرکت فرمائی۔

یہ امر خاص طور پر قابلِ ذکر ہے کہ لنڈن اور ہیگ کی عالی شان مساجد کی طرح ڈنمارک کے دارالحکومت کوپن ہیگن میں تعمیر ہونے والی یہ پہلی مسجد بھی جماعت احمدیہ کی ایثار پیشہ خواتین نے خالصۃً اپنے چندوں سے بنانے کا عزم کیا ہے اس مسجد پر خرچ ہونے والی تین لاکھ روپے کی رقم کا معتدبہ حصہ انہوں نے حضرت سیدہ ام متین مریم صدیقہ صاحبہ لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کی خصوصی توجہ اور کوشش کے نتیجہ میں بحمد اللہ پہلے ہی فراہم کر دیا ہے۔ بقیہ رقم کے وعدہ جات موصول ہو چکے ہیں۔ امید ہے کہ بقیہ رقم بھی انشاء اللہ العزیز جلد فراہم ہو جائے گی۔

اس مسجد کو یہ امتیازی خصوصیت بھی حاصل ہے کہ احمدی خواتین نے اسے سیدنا حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نہایت مقدس و بابرکت عہدِ خلافت پر ۱۹۶۴ء میں پچاس سال پورے ہونے پر اللہ تعالیٰ کے حضور میں اظہار تشکر کے طور پر یادگار کے رنگ میں تعمیر کرنے کا بیڑہ اٹھایا ہے۔ دوسری امتیازی خصوصیت اس مسجد کو یہ حاصل ہے کہ اس کی تعمیر کا منصوبہ خود سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے عہدِ خلافت میں بنایا تھا اور لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کی درخواست پر احمدی خواتین کو ازراہِ شفقت یہ اجازت مرحمت فرمائی تھی کہ وہ اپنے فراہم کردہ چندوں سے اسے تعمیر کریں۔ پھر اس کی تعمیر کا آغاز سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی راہنمائی اور ہدایات کے بموجب آپ کے عہدِ خلافت میں ہوا ہے۔ اس طرح یہ خلافتِ ثانیہ اور خلافتِ ثالثہ کے دونوں مبارک دوروں کی طرف منسوب ہوتے ہوئے خلافتِ ثالثہ کے نئے مبارک دور میں یورپ میں تعمیر ہونے والی پہلی مسجد ہے۔

اس مسجد کے مکمل ہونے پر یورپ میں جماعت احمدیہ کی کوششوں سے تعمیر ہونے والی مساجد کی تعداد چھ ہو جائے گی۔ قبل ازیں لندن۔ ہیگ۔ ہمبرگ۔ فرانکفورٹ اور زیورچ میں عالی شان مساجد تعمیر ہو چکی ہیں اب یہ چھٹی مسجد جس کا سنگِ بنیاد محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب نے ۶ مئی ۱۹۶۶ء کو رکھا ہے۔ ڈنمارک کے دارالحکومت کوپن ہیگن میں تعمیر کی جا رہی ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

سنگِ بنیاد کی مبارک تقریب سے متعلق مبلغ سکنڈے نیویا مکرم جناب کمال یوسف صاحب نے کوپن ہیگن سے جو کیبل ارسال فرمایا ہے۔ اس کا ترجمہ درج ذیل ہے:-

"کوپن ہیگن بذریعہ کیبل ۶ مئی ۱۹۶۶ء

الحمد للہ مورخہ ۶ مئی ۱۹۶۶ء بروز جمعۃ المبارک محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل اعلیٰ و وکیل التبشیر تحریک جدید نے اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ دعاؤں کے درمیان مسجد ڈنمارک کا سنگ بنیاد رکھا۔ سنگ بنیاد رکھنے کی اس بابرکت تقریب میں محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب جج عالمی عدالت کے علاوہ ڈنمارک میں ایران کے سفیر۔ کوپن ہیگن کے وائس میئر پاکستان، ترکی، انڈونیشیا اور متعدد دیگر ممالک کے سفارت کے نمائندوں اور مختلف ممالک کے مسلمانوں نے شرکت فرمائی۔ عالمی پریس۔ ٹیلی ویژن اور ریڈیو کے نمائندے بھی کثیر تعداد میں تشریف لائے ہوئے تھے۔ جمعہ کی نماز محترم جناب چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب نے پڑھائی۔ کمال یوسف۔

احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مسجد بخیر و خوبی جلد پایۂ تکمیل کو پہنچے۔ اور سکنڈے نیویا میں اسلام کی اشاعت اور اس کی سربلندی کا ایک نہایت مؤثر ذریعہ ثابت ہو تا اسلام اس سرزمین میں جو تثلیث کا گڑھ سمجھی جاتی ہے جلد از جلد غالب آئے نیز یہ بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ احمدی خواتین کی اس قربانی کو قبول فرمائے اور انہیں آئندہ بھی خدمتِ اسلام اور خدمت سلسلہ کی بیش از بیش توفیق سے نوازے۔ آمین اللّٰھم آمین۔

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے دا آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان مورخہ ۱۹ مئی ۱۹۶۶ء

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کی تین بابرکت تحریکیں

(۱) فضل عمر فاؤنڈیشن

حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کے ۵۲ سالہ کامیاب دور خلافت میں جماعت احمدیہ نے ہمہ جہتی ترقی کی نہ صرف یہ کہ اس مبارک دور میں اسلام و احمدیت کی تبلیغ زمین کے کناروں تک پہنچی بلکہ ساتھ کے ساتھ اعلیٰ تربیت کے ذریعہ افراد جماعت میں غیرت دین کا غیر معمولی جذبہ اور جوش بھر دیا۔ اور انہیں مالی۔ جانی اور وقت وغیرہ ہر قسم کی قربانیاں پیش کرنے اور پھر ان میں روحانی لذت پانے کا عادی بنا دیا۔ اگرچہ حضور کی ۵۲ سالہ مبارک زندگی بیشمار کارناموں سے بھری پڑی ہے۔ لیکن اگر دیکھا جائے تو حضور رض کی توجہ کا تمام تر مرکز بس اسلام اور اس کی خدمت رہا۔ پھر جب حضور کا کامیاب دور تمام ہوا۔ اور اللہ تعالےٰ نے آپ کو اپنے حضور بلا لیا۔ جماعت کا یہ فرض بن جاتا ہے کہ جو چیز عمر بھر حضور کا محبوب مشغلہ رہا نہ صرف یہ کہ اس کا سلسلہ کبھی منقطع نہ ہونے پائے بلکہ وسعت دے کر اُسے زیادہ پائدار بنایا جائے۔ جو صدقہ جاریہ کے رنگ میں حضرت مصلح موعود کی بہترین یادگار ہو۔!!

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے جاری کردہ فضل عمر فاؤنڈیشن کی تحریک گویا ہر احمدی کی دلی تمنا کا عملی پروگرام ہے جسے ٹھیک وقت پر اللہ تعالےٰ نے حضور کے دل میں ڈال دیا۔ اس سال جلسہ سالانہ کے موقعہ پر حضور انور نے جماعت کے سامنے یہ بابرکت تحریک رکھی اور پھر ماہ مارچ میں مجلس مشاورت کے موقعہ پر اس تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی مؤثر رنگ میں تاکید فرمائی۔

حضور کا یہ ایمان افروز خطاب اسی پرچہ میں دوسری جگہ شائع کیا جا رہا ہے۔ حضور کی تحریک کے بعد مزید کچھ کہنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی سوائے اس کے کہ اطاعت و فرمانبرداری کا شاندار نمونہ پیش کرتے ہوئے احباب جماعت جلد از جلد بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ جیسا کہ حضور پُرنور نے فرمایا ہے۔ حضرت مصلح موعود فضل عمر رض کے ساتھ اپنی محبت و عقیدت کا عملی ثبوت پیش کریں اللہ تعالےٰ کا کام تو ہو کر رہنا ہے اس نے اس مبارک وجود کو اپنے مبارک الہام میں فضل عمر کے نام سے یاد کیا جس کا مطلب یہ ہے کہ حضور کی لمبی عمر کے تمام ہو چکنے کے بعد حضور رض کے شاندار کارناموں کے جاری رہنے کے ساتھ گویا آپ کو ایک نئی عمر عطا ہوگی جو بڑھتی ہی جائے گی پس خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو خدائی تقدیر کے لئے واسطہ اور ذریعہ بن جائیں۔

(۲) قرآن کریم پڑھیں اور پڑھائیں

اس مالی تحریک کے ساتھ حال ہی میں حضرت امام ہمام ایدہ اللہ تعالےٰ نے جماعت کی روحانی تربیت و اصلاح کے لئے ہر جماعت میں منظم طور پر قرآن کریم پڑھنے اور پڑھانے کی تحریک فرمائی۔ اس کے تحت تمام احباب جماعت کو قرآن کریم ناظرہ اور پھر ترجمہ کے ساتھ پڑھانے سکھانے کا بابرکت پروگرام بنایا گیا ہے۔

قرآن کریم کے پڑھنے اور پڑھانے کے اہم فریضہ کی طرف مورخہ ۴ فروری کے خطبہ میں متوجہ فرمایا۔ حضور کے اس ایمان افروز اور ولولہ انگیز اہم خطبہ کے ضروری اقتباسات کتابچہ کی صورت[1] میں نظارت دعوۃ و تبلیغ کی طرف سے شائع کئے گئے ہیں۔ اور ہمیں اطلاع ملی ہے کہ دفتر تبلیغ نے ڈاک کے ذریعہ جماعتوں کو بھجوا بھی دیئے ہیں۔ اس روح پرور خطبہ میں حضور نے جماعت کو مخاطب کرکے فرمایا:۔

"حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے ہمیں بار بار اس طرف متوجہ کیا تھا اور بڑے دکھ کے ساتھ آپ نے اظہار کیا تھا کہ ہم قرآن کریم سیکھنے اور سکھانے کی طرف کما حقہٗ توجہ نہیں دے رہے۔ میں بھی آپ لوگوں کو اس بات کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ قرآن سیکھو اور اس کے علوم حاصل کرو۔ پھر اپنے بچوں کو بھی قرآن پڑھاؤ تا یہ نعمت ہماری ایک نسل سے دوسری نسل کی طرف منتقل ہوتی چلی جائے۔"

حضور نے فرمایا:۔

"ہماری یہ کوشش ہونی چاہئے کہ دو تین سال کے اندر ہمارا کوئی بچہ ایسا نہ رہے جسے قرآن کریم ناظرہ پڑھنا نہ آتا ہو۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ جماعت کو اس طرف بڑی توجہ دینی پڑے گی اور اس کے لئے بڑی کوشش درکار ہوگی۔ ہم بڑی جدوجہد کے بعد ہی اس کام میں کامیابی حاصل کر سکتے ہیں۔ لیکن اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ اس منصوبہ کو کامیاب بنانا نہایت ضروری ہے۔"

"تمام جماعتوں کو یہ بات مدنظر رکھنی چاہیئے کہ وہ پہلے ہی سال اس کام میں سو فیصدی نہیں تو ۹۰ فیصدی کامیابی ضرور حاصل کر لیں۔"

بہرحال ہم نے یہ کام کرنا ہے اور واضح بات ہے کہ اتنے بڑے کام کے لئے چند مربی یا معلم یا مجالس خدام الاحمدیہ اور انصار اللہ کے بعض عہدیدار کافی نہیں۔ یہ تھوڑے سے لوگ اس عظیم کام کو پوری طرح نہیں کر سکتے اس کے لئے ہمیں اساتذہ درکار ہیں ہمیں سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں کی تعداد میں ایسے رضاکار چاہئیں جو اپنے اوقات میں سے ایک حصہ قرآن کریم ناظرہ پڑھانے کے لئے یا جہاں ترجمہ سکھانے کی ضرورت ہو وہاں قرآن کریم کا ترجمہ سکھانے کے لئے دیں تا یہ اہم کام جلدی اور خوش اسلوبی سے کیا جا سکے۔"

حضور نے فرمایا:۔

"میں جماعت کو پھر توجہ دلاتا ہوں کہ وہ نعمت جو قرآن کریم کی شکل میں آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل دوبارہ ملی ہے اگر وہ ورثہ کے طور پر آپ کے بچوں کو نہیں ملتی تو آپ اپنی زندگی کے دن پورے کرکے خوشی سے اس دنیا سے رخصت نہیں ہوں گے۔ جب آپ کو یہ نظر آ رہا ہوگا کہ خدا تعالےٰ کے فضلوں کا خزانہ یعنی قرآن کریم جو آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل حاصل کیا تھا اس سے آپ کے بچے کلیتہً ناواقف ہیں تو موت کے وقت آپ کو کیا خوشی حاصل ہوگی آپ ان جذبات کے ساتھ دنیا کو چھوڑ رہے ہوں گے کہ کاش! آپ کی آئندہ نسل بھی ان نعمتوں کی وارث ہوتی جن کو آپ نے اپنی زندگی میں حاصل کیا تھا پس اپنی جانوں پر رحم کرو اپنی نسلوں پر رحم کرو اپنے خاندانوں پر رحم کرو اور پھر ان گھروں پر رحم کرو جن میں تم سکونت پذیر ہو کیونکہ قرآن کریم کے بغیر آپ کے گھر بھی بے برکت رہیں گے۔ ہر احمدی کا گھر اب ایسا ہونا چاہیئے کہ اس میں رہنے والا ہر فرد جو اس عمر کا ہے کہ وہ قرآن کریم پڑھ سکتا ہو صبح کے وقت اس کی تلاوت کر رہا ہو۔"

حضور نے فرمایا:۔

"پس آپ اپنی جانوں۔ اپنی نسلوں اور اپنے گھروں پر رحم کرتے ہوئے جلد از جلد اس طرف متوجہ ہوں اور اپنے آپ کو رضاکارانہ طور پر اس اہم کام کے لئے پیش کریں اور کوشش کریں کہ ہر جماعت چاہے وہ شہری ہو یا دیہاتی ایک سال کے اندر اندر اس کام کا بیشتر حصہ تکمیل تک پہنچا دے اور دو یا تین سال تک ہمیں یہ نظارہ نظر آئے کہ کوئی احمدی ایسا نہ ہو جو قرآن کریم ناظرہ نہ پڑھ سکتا ہو اور کثرت سے ایسے احمدی ہوں جو قرآن کریم کا ترجمہ بھی جانتے ہوں۔"

یہ چند اقتباسات حضور کے خطبہ جمعہ ۴ر فروری ۱۹۶۶ء سے اس لئے نقل کئے گئے ہیں کہ احباب اس تحریک کی اہمیت کو اچھی طرح ذہن نشین کر لیں اور پھر مقامی طور پر باقاعدہ ایک پروگرام کے مطابق اس پر عملدرآمد شروع کر دیں۔ اور اس بات کو اچھی طرح یاد رکھیں کہ امام کی آواز کے ساتھ اپنے مشاغل کو ڈھالنے اور اُس کی طرف سے بلند کی گئی آواز کو عملی جامہ پہنانے میں بڑی برکتیں ہیں۔ آپ اپنی ہمت کے مطابق اس کام کو شروع کر دیں۔ آپ کی کوششیں ضرور بارآور ہوں گی۔ اس لئے کہ یہ تحریک خدا تعالےٰ کے مقرر کردہ برحق خلیفہ کی ہے۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تو اس مشغلہ کو بڑا ہی بابرکت قرار دیا ہے۔ حضور نے فرمایا ہے کہ

خیرکم من تعلم القرآن و علمہ۔ کہ تم میں سے بہتر وہ ہیں جو قرآن کریم پڑھنے اور پڑھانے میں مشغول رہتے ہیں۔ غور کیجئے کیا ہی مبارک مشغلہ ہے جس کی سعادت مل جائے۔

(۳) وقف ایام

تیسرے نمبر پر وقف ایام کی تحریک ہے

(باقی صفحہ ۸ پر)

[1] نیز ضمیمہ کی صورت میں اسی پرچہ میں علیحدہ شائع کئے جا رہے ہیں۔ ادارہ

فضل عمر فاؤنڈیشن میں حصّہ لینا دراصل حضرت مصلح موعودؓ کے ساتھ اپنی محبت کا عملی اظہار ہے

احباب جلد سے جلد زیادہ سے زیادہ رقوم اس فنڈ میں داخل کریں تا

وہ کام جو ہمارے پیارے امام کو محبوب تھے ان میں ہم زیادہ سے زیادہ وسعت پیدا کر سکیں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کا ربوہ میں نمائندگان شوریٰ سے خطاب

مرتبہ:۔ مولوی سلطان احمد صاحب پیر کوٹی

مورخہ ۲۷ مارچ ۱۹۶۶ء سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ربوہ میں مجلس مشاورت کے نمائندگان سے خطاب کرتے ہوئے فضل عمر فاؤنڈیشن میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی تلقین فرمائی۔ حضور کی اس تقریر کا متن روحانی استفادہ کے لئے ذیل میں ہدیۂ قارئین کیا جا رہا ہے۔

حضور نے فرمایا:۔

اس وقت ... دوستوں کی خدمت میں

میں یہ تحریک کرنا چاہتا ہوں

کہ دوست اس فنڈ میں جو فضل عمر فاؤنڈیشن کے نام سے جاری کیا گیا ہے جلد سے جلد اپنی رقوم داخل خزانہ کر دیں۔ یہ وعدہ جات تین سال میں ادا ہونے ہیں۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ ایک تہائی کم از کم سال اوّل میں وصول ہو جانا چاہیئے۔ لیکن چونکہ بہت سے ایسے وعدے بھی ہیں۔ جو ان لوگوں کی طرف سے ہیں۔ جن کو زیادہ مالی استطاعت حاصل نہیں اور وہ اپنے وعدوں کی رقوم ساری کی ساری پہلے سال ہی ادا کر دیں گے۔ مثلاً غریب آدمی نے پانچ روپے یا دس روپے اس فنڈ میں دینے کا وعدہ کیا ہے۔ تو وہ اس انتظار میں نہیں رہے گا کہ میرے دماغ پہ بوجھ رہے کہ تین سال تک مجھ پر یہ ذمہ داری رہے اور میں نے ابھی تک اسے نبھایا نہیں۔ اس لئے اس کی کوشش یہی ہوگی کہ وہ پہلے سال میں ہی یہ رقم ادا کر دے اور جو ثواب اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اسے دینا ہے۔ اُسے وہ پہلے سال ہی حاصل کر لے

جن کے وعدے بڑی رقوم کے ہیں

اور ایک سال میں ان کی ادائیگی ممکن ہی نہیں انہوں نے اس نیت سے بڑی رقوم کا وعدہ کیا ہے کہ وہ ایک سال میں نہیں بلکہ تین سال میں اسے ادا کریں گے انہیں بہرحال اس سال ایک تہائی اس مد میں دینا ہے۔ میں نے بھی یہ نیت کی تھی کہ دس ہزار روپے اپنی طرف سے اس فنڈ میں دوں گا۔ اگرچہ میں غریب آدمی ہوں لیکن دل دس ہزار دینے پر بھی راضی نہیں۔ بلکہ یہ چاہتا ہے کہ

اس سے بہت زیادہ رقم ہو

تو میں ادا کر دوں۔ میں نے سوچا کہ بعض دوست نذرانے کی رقوم بھجوا دیتے ہیں۔ ان کا بہترین مصرف یہی ہے کہ انہیں فضل عمر فاؤنڈیشن میں دے دیا جائے۔ چنانچہ میں ابھی اسی سال کے اپنے وعدہ کی رقم سے کچھ زائد یعنی ۴۳۰۰ روپے کا چیک ان کو دیتا ہوں خزانے سے وصول کر لیں۔ اور اس کا اظہار صرف اس لئے کر رہا ہوں کہ

دوست بھی اس کی طرف متوجہ ہوں

اور جن کو خدا تعالیٰ توفیق عطا کرے وہ جلد سے جلد رقوم ادا کر دیں ......

....

جلسہ سالانہ کے موقعہ پر اس تحریک کے متعلق میرے کان میں بعض باتیں بھی پڑی ہیں مثلاً یہ کہ بعض دوستوں کے دلوں میں یہ وہم ہے کہ شائد

فضل عمر فاؤنڈیشن کا قیام

بدعت ہے جو درست اور مستحسن نہیں۔ ایسے دوستوں کا وہم دور کرنے کے لئے میں ان کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ ہمارا دعوےٰ یہ ہے اور ہم نے اپنی عملی زندگی میں اس کو صحیح پایا ہے کہ قرآن کریم میں غیر محدود علوم پائے جاتے ہیں۔ اور بے شمار حکمت کی باتیں اس کے اندر موجود ہیں اور ما ننزّلہ الا بقدر معلوم کے مطابق ضرورتِ زمانہ کو دیکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو قرآن کریم کی

نئی نئی حکمتیں اور معرفت کی نئی نئی باتیں

بتاتا ہے۔ پس اگر علوم کے میدان میں یہ بات درست ہے اور یقیناً یہی درست ہے۔ تو یہ خیال کرنا کہ عمل کے میدان میں وہ ہمیں غلبہ اسلام اور اسلام کے استحکام کے لئے نئی نئی تدبیریں نہیں سکھائے گا۔ یہ اتنی غیر معقول بات ہے کہ اگر ذرا بھی سوچ اور فکر سے کام لیا جائے تو طبیعت اس کو قبول کرنے کے لئے ہرگز تیار نہیں ہوگی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب دعوےٰ فرمایا۔ تو آپؑ نے

خدمتِ اسلام کے لئے نئی نئی تدابیر

نکالیں۔ اور انہیں اختیار کیا۔ اس پر بعض لوگوں کی طرف سے یہ اعتراض کیا گیا کہ آپؑ اسلام کی اشاعت، خدمت اور اس کی مضبوطی کے لئے جو نئی تدابیر اختیار کر رہے ہیں وہ بدعت میں شامل ہیں۔ اور مردود ہیں۔ مثلاً جلسہ سالانہ کے متعلق یہ اعتراض کیا گیا۔ چنانچہ

جلسہ سالانہ کے متعلق

حضورؑ تحریر فرماتے ہیں:۔

"ایک بزرگ نے ہمت کر کے مولوی صاحب کی خدمت میں جو رحیم بخش نام رکھتے ہیں اور لاہور میں چینیاں والی مسجد کے امام ہیں ایک استفتاء پیش کیا جس کا یہ مطلب تھا کہ جلسہ بہ روز معین پر دور سے سفر کر کے جانے میں کیا حکم ہے۔ اور ایسے جلسہ کے لئے اگر کوئی مکان بطور خانقاہ کے تعمیر کیا جائے تو ایسے مدد دینے والے کی نسبت کیا حکم ہے۔ استفتاء میں یہ آخری خبر اس لئے بڑھائی گئی جو مستفتی صاحب نے کسی سے سنا ہوگا۔ جو حبی فی اللہ اخویم مولوی نورالدین صاحب نے اس مجمع مسلمانوں کے لئے اپنے صرف سے جو غالباً سات سو روپیہ یا کچھ اس سے زیادہ ہوگا۔ قادیان میں ایک مکان بنوایا۔ جس کی امداد خرچ میں اخویم حکیم فضل دین صاحب بھیروی نے بھی چار سو روپیہ دیا ہے۔ اس استفتاء کے جواب میں میاں رحیم بخش صاحب نے ایک طویل طویل عبارت ایک غیر متعلق حدیث شدّ رحال کے حوالہ سے لکھی ہے جس کے مختصر الفاظ یہ ہیں کہ ایسے جلسہ پر جانا بدعت بلکہ معصیت ہے اور ایسے جلسوں کا تجویز کرنا محدثات میں سے ہے جس کے لئے کتاب اور سنت میں کوئی شہادت نہیں۔ اور جو شخص اسلام میں ایسا امر پیدا کرے وہ مردود ہے۔"

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۶۰۶ و ۶۰۷)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے

اس کا جواب دیتے ہوئے فرمایا

"یہ بھی یاد رہے کہ اللہ جلشانہ نے قرآن کریم میں تدابیر اور انتظام کے لئے ... ہمیں حکم فرمایا ہے اور ہمیں مامور کیا ہے کہ جو احسن تدابیر اور انتظام خدمت اسلام کے لئے اہم ترین مصلحت سمجھیں اور دشمن پر غالب ہونے کے لئے مفید خیال کریں وہی بجا لاویں جیسا کہ وہ فرماتا ہے

واعدوا لہم ما استطعتم من قوۃ

یعنی دشمنوں کے لئے ہر ایک قسم کی طیاری جو کر سکتے ہو کرو اور اعلاء کلمۂ اسلام کے لئے جو قوت لگا سکتے ہو لگاؤ۔ اب دیکھو یہ آیہ کریمہ

کس قدر بلند آواز سے ہدایت فرما رہی ہے کہ جو تدبیریں خدمتِ اسلام کے لئے کارگر ہوں سب بجا لاؤ اور تمام قوت اپنے فکر کی' اپنے بازو کی' اپنی مالی طاقت کی' اپنے حسنِ انتظام کی' اپنی تدبیر شائستہ کی۔ اس راہ میں خرچ کرو تا تم فتح پاؤ۔

اس آیت موصوفہ بالا پر غور کرنے والے سمجھ سکتے ہیں کہ برطبق حدیث نبوی کہ انما الاعمال بالنیات کوئی حسنِ انتظام اسلام کی خدمت کے لئے مَسر جیا بدعت اور ضلالت میں داخل نہیں ہے۔ جیسے جیسے بوجہ تبدل زمانہ کے اسلام کو نئی نئی صورتیں مشکلات کی پیش آتی ہیں۔ یا نئے نئے طور پر ہم لوگوں پر مخالفوں کے حملے ہوتے ہیں۔ ویسی ہی ہمیں نئی تدبیریں کرنی پڑتی ہیں۔ پس اگر حالات موجودہ کے موافق ان حملوں کے روکنے کی کوئی تدبیر اور تدارک سوچیں تو وہ ایک تدبیر ہے

بدعات سے اس کو کچھ تعلق نہیں

اور ممکن ہے کہ بباعث انقلاب زمانہ کے ہمیں بعض ایسی نئی مشکلات پیش آجائیں جو ہمارے سید و مولیٰ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی اس رنگ اور طرز کی مشکلات پیش نہ آئی ہوں۔ مثلاً ہم اس وقت کی لڑائیوں کو پہلی طرز کو جو مسنون ہے اختیار نہیں کر سکتے۔ کیونکہ اس زمانہ میں طریق جنگ بالکل بدل گیا ہے۔ اور پہلے ہتھیار ہو گئے اور نئے ہتھیار لڑائیوں کے پیدا ہو گئے۔ اب اگر ان ہتھیاروں کو پکڑنا اور اٹھانا اور اُن سے کام لینا ملوکِ اسلام بدعت سمجھیں اور میاں رحیم بخش جیسے مولوی کی بات پر کان دھر کے ان اسلحہ جدیدہ کا استعمال کرنا ضلالت اور معصیت خیال کریں اور یہ کہیں کہ یہ وہ طریق جنگ ہے کہ نہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اختیار کیا۔ اور نہ صحابہ اور تابعین نے تو فرمایئے کہ بجز اس کے کہ ایک ذلت کے ساتھ اپنی تولی پھوٹی سلطنتوں سے الگ کئے جائیں۔ اور دشمن فتح یاب ہو جائے کوئی اور بھی اس کا نتیجہ ہوگا۔ پس ایسے مقامات تدبیر اور انتظام میں خواہ وہ مشابہ جنگ و جدل ظاہری ہو یا باطنی اور خواہ تلوار کی لڑائی ہو یا قلم کی۔ ہماری ہدایت پانے کے لئے یہ آیت کریمہ موصوفہ بالا کافی ہے یعنی یہ کہ

أَعِدُّوا لَهُم مَّا اسْتَطَعْتُم مِّن قُوَّةٍ

اللہ جل شانہٗ اس آیت میں

ہمیں عام اختیار دیتا ہے

کہ دشمن کے مقابل پر جو حسن تدبیر تمہیں معلوم ہو اور جو طرز تمہیں مؤثر اور بہتر دکھائی دے وہی طریق اختیار کرو۔ پس اب ظاہر ہے کہ اس احسن انتظام کا نام بدعت اور معصیت رکھنا اور انصار دین کو جو دن رات اعلاء کلمۂ اسلام کے فکر میں ہیں جن کی نسبت آنحضرت اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ

حُبُّ الْأَنْصَارِ مِنَ الْإِيمَانِ

ان کو مردود ٹھہرانا نیک طینت انسانوں کا کام نہیں ہے۔

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۶۰۱-۶۱۰)

ہم تو ہمیشہ اس دُعا میں لگے رہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے ہمیں نئی سے نئی اور بہتر سے بہتر تدابیر سوجھاتا رہے۔ اور ان کا علم ہمیں دیتا رہے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق بھی ہمیں عطا کرتا رہے۔

"فضل عمر فاؤنڈیشن" کا قیام

بھی اسی نیت کے ساتھ ہوا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ایک دفعہ آپ کے ایک صحابی نے دریافت کیا کہ اگر کسی بزرگ کو ثواب پہنچانے کے لئے چاولوں کی دیگ پکا کر غرباء کو کھلائی جائے تو اس کے متعلق آپ کا کیا ارشاد ہے آپ نے فرمایا۔ اس کا انحصار نیت پر ہے۔ اگر تم اس بزرگ کو قاضی الحاجات سمجھتے ہو۔ اور یہ خیال کرتے ہو کہ تمہارے چاول کی دیگ پکانے سے وہ بزرگ تم سے خوش ہوگا اور تمہاری حاجت براری کرے گا تو تم مشرک ہو اور اس قسم کی دیگ پکانا جائز نہیں۔ لیکن اگر تم یہ خیال کرتے ہو کہ وہ بزرگ خواہ کتنے ہی پایہ کا بزرگ کیوں نہ ہو اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور رحمتوں کا اسی طرح محتاج ہے جیسا کہ اس کے علاوہ دیگر انسان محتاج ہیں اور اس کو ثواب پہنچانے کی نیت سے تم دیگ پکاتے ہو اور اُسے تقسیم کرتے ہو تو بے شک پکاؤ۔ اس میں کوئی حرج نہیں۔ اس کا ثواب اللہ تعالیٰ تمہاری نیت کے مطابق تمہیں دے گا۔ اور اس بزرگ کو بھی پہنچا دے گا۔

پس "فضل عمر فاؤنڈیشن" تو دراصل اظہار ہے اس محبت کا جو ہمارے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مصلح موعودؓ کے لئے پیدا کی اور

یہ محبت اس لئے پیدا ہوئی

کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مصلح موعودؓ کو جماعت پر بحیثیت جماعت اور لاکھوں افراد جماعت پر بحیثیت افراد بے شمار احسانات کرنے کی توفیق عطا کی تو خدا تعالیٰ کی حمد اور شکر کے طور پر اور اس محبت کے نتیجہ میں جو ہمارے دلوں میں اس پاک وجود کے لئے ہے۔ ہم نے کلمۂ اسلام کی اشاعت کے لئے اس فاؤنڈیشن کو جاری کیا ہے اس میں بدعت اور معصیت کا شائبہ بھی نہیں پایا جاتا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ جانتا ہے۔ کہ ہماری نیتیں صاف ہیں۔ ایک دوست کو

خواب میں حضرت مصلح موعودؓ نظر آئے

اس خواب کا ایک حصہ اس وقت واضح طور پر میرے ذہن میں محفوظ نہیں لیکن اگر مجھے صحیح یاد ہے تو میں سمجھتا ہوں آپ نے اس دوست کو کہا کہ اس کو یعنی مجھے یہ پیغام پہنچا دو کہ فضل عمر فاؤنڈیشن سے منارہ ضرور بنایا جائے اور منارہ کی تعبیر ایسے شخص کی ہوتی ہے جو اسلام کی طرف دعوت دینے والا ہو۔ اور اس کا مطلب یہ تھا کہ فضل عمر فاؤنڈیشن سے جید عالم ضرور پیدا کئے جائیں۔ اس سے بے لوث ہے نہ برتی جائے۔ بہت سی اور خوابیں بھی دوستوں نے دیکھی ہیں۔

پس جو چیز خدا تعالیٰ کے حضور مقبول ہو گئی۔ اور جس کے متعلق ہمیں خوابوں میں ہدایتیں مل رہی ہیں۔ اس کے متعلق یہ وسوسہ کرنا کہ شاید وہ بدعت ہو۔ غلط ہے۔ اس خیال کو دلوں سے نکال دینا چاہیئے۔

اب میں

اس نورانی چہرہ کا واسطہ دے کر

آپ سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ

آپ جلد سے جلد اور زیادہ سے زیادہ رقوم اس فاؤنڈیشن میں داخل کریں۔ تا وہ کام جو ہمارے پیارے امام کو محبوب تھے ان میں ہم اور زیادہ وسعت پیدا کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا کرے۔

(الفضل مورخہ ۷ر مئی ۱۹۶۶ء)

عہدیداران مال اور احباب جماعت احمدیہ ہندوستان کے لئے ایک ضروری اعلان

صدر انجمن احمدیہ قادیان کا نیا مالی سال یکم مئی سے شروع ہو چکا ہے جملہ جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کے ذمہ گذشتہ مالی سال کے بجٹ وصولی اور بقایا کی پوزیشن کی اطلاع بھجوائی جا رہی ہے جس سے ظاہر ہوگا کہ متعدد جماعتیں ایسی ہیں جن کے ذمے چندوں کی ایک معقول رقم قابلِ ادا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس تعلق میں ارشاد فرماتے ہیں کہ:-

"میں ان دوستوں کو جن کے ذمہ بقائے ہیں توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اپنے بقائے جلد ادا کریں۔ ...... وہ مجھے یہ بات یاد نہ دلائیں کہ اس وقت مشکلات بہت زیادہ ہیں یہ بات ہر شخص کو معلوم ہے"۔

نیز حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:-

"جو مالی وعدے آپ کر چکے ہیں انہیں بھی پورا کریں اور کوشش کریں کہ کوئی بقایا آپ کے ذمہ نہ رہے اگر آپ اس میں کامیاب ہو جائیں تو ہماری کوششوں میں بہت اضافہ ہو جائے گا اور ہم اللہ تعالیٰ کے مزید افضال نازل ہوں گے"۔

لہذا تمام ایسے احباب جن کے ذمہ گذشتہ مالی سال کے چندے بقایا ہوں ان کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ اپنے بقایا کی فوری ادائیگی کی طرف توجہ فرمائیں اور جو احباب یکمشت بقایا ادا نہ کر سکتے ہوں ان کو چاہیئے کہ وہ اپنے موجودہ مالی سال کے چندہ کے ساتھ ساتھ قسط وار بقایا سابقہ کی ادائیگی بھی کرتے رہیں تاکہ جلد از جلد ان کے بقایا کا حساب صاف ہو سکے۔

اللہ تعالیٰ جملہ احباب جماعت اور عہدیداران کو اپنی مالی ذمہ داریاں ادا کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

ناظر بیت المال قادیان

ولادتیں

(۱) الحمد للہ کہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے مورخہ ۵/۶۶ کو دوسرا لڑکا عطا فرمایا۔ احباب کرام دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو نیک صالح اور خادم دین بنائے اور عمر دراز کرے۔ آمین۔ خاکسار محمد سعید انور (سودھا) محرر دفتر امیر مقامی قادیان۔

(۲) اللہ تعالیٰ نے میرے بیٹے صالح محمد صاحب کو بتاریخ ۶ر اپریل بچی عطا فرمائی الحمد للہ۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بچی کا نام "مبارکہ نصرت" تجویز فرمایا۔ احباب سے درخواست ہے کہ عزیزہ نومولودہ کے نیک صالحہ اور قرۃ العین بننے کیلئے دعا فرمائیں۔ خاکسار طالب علی محمد الہ دین

نمائندہ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دورہ شمالی ہند

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کے تبلیغی و تربیتی دورے کے دلچسپ حالات

(رپورٹ مرتبہ مکرم چوہدری مبارک علی صاحب ایڈیشنل ناظر امور عامہ قادیان)

(۴)

قارئین بدر قبل ازیں بھاگل پور تک کے حالات سفر ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ جیسا کہ عرض کیا جا چکا ہے کہ محترم سید فضل احمد صاحب آئی۔ پی۔ ایس اور بیگم سید صاحب موصوف بھاگل پور سے اپنے محبوب اور مقدس مہمانوں کو ہمراہ لے جانے کے لئے تشریف لے آئے تھے۔ سید صاحب بھاگل پور سے تقریباً ۸۰ میل کے فاصلہ پر ڈمکا (Dumka) میں سپرنٹنڈنٹ پولیس کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں راستہ میں اپنے ماموں محترم مولوی عبدالباسط صاحب کی ملاقات کے لئے مقام جگاؤں بہ دقت کے لئے ٹھہر گئے۔ اگرچہ بظاہر دیر ہو چکی تھی۔ مگر دوسری طرف اقرباء کے جذبات کے احترام کا سوال تھا۔ ایسے مواقع پر خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک چشم و چراغ بھلا اپنے بچوں اور اپنی تکلیف کی کیا پرواہ کرے گا۔ بظاہر یہ باتیں بالکل معمولی ہوتی ہیں۔ اور میرے جیسا ایک اعرابی طبیعت آدمی نظر انداز کر سکتا ہے۔ مگر وہ خاندان جو ہمارے ایمان اور یقین کے مطابق دنیا کا معلم الاخلاق ہے اُن کے لئے یہ چھوٹے چھوٹے بظاہر معمولی امور بھی فرائض کی حیثیت رکھتے ہیں۔ چنانچہ باوجود دیر اور ابھی طویل سفر سامنے ہونے کے تقریباً ایک گھنٹہ کے لئے ہم رُک گئے۔ محترم میزبان نے بڑا ہی پُر تکلف عصرانہ پیش کیا۔ نماز مغرب اور عشاء جمع کی گئی۔ اس مختصر قیام میں بھی خاندان کے حالات اور خیریت دریافت کرنے کے علاوہ دینی گفتگو ہوتی رہی۔ محترم ڈاکٹر محمد یونس صاحب صدر جماعت بھاگلپور برادرم محمود احمد صاحب و مکرم قریشی عبدالحق صاحب فاضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ اور مکرم ڈپٹی محمد ایوب صاحب بھی یہاں تک الوداع کرنے کے لئے ہمراہ تشریف لائے۔ اگرچہ یہ چھوٹا قصبہ ہے۔ مگر کھنڈر بتا رہے ہیں کہ عمارت عظیم تھی۔ جب ان عظیم اور خوبصورت عمارتوں کے مکین بستے ہوں گے تو کتنا بارونق ماحول ہو گا۔ چنانچہ اس جگہ مختصر قیام کے بعد ہم یہاں سے مغرب کی نماز کے بعد روانہ ہوئے۔ اس سارے سفر میں Dumka تک مکرم سید فضل احمد صاحب خود کار چلاتے رہے۔ اور بار بار اس خدمت پر خوشی اور مسرت کا اظہار کرتے رہے کہ اُن کو بھی اس رنگ میں خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت کی سعادت حاصل ہو گئی ہے۔ نصف سفر میں محترم سید صاحب نے ایک Rest House میں مختصر قیام اور Light Refresh Meal کا انتظام کیا ہوا تھا۔ آدھا گھنٹہ آرام کے بعد روانہ ہوئے۔ اور رات دس بجے کے قریب ڈمکا پہنچ گئے۔ محترم سید صاحب نے حضرت صاحبزادہ صاحب اور آپ کے اہل و عیال کے ساتھ ساتھ ہم خادموں کے قیام کے لئے بڑا ہی آرام دہ بلکہ پُر تکلف انتظام کیا ہوا تھا۔ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ سید صاحب صاحبزادہ صاحب اور آپ کے اہل و عیال کی خدمت سے فارغ ہوتے ہی بار بار ہمارے پاس آتے تھے۔ بلکہ زیادہ وقت ہمارے پاس گذارتے رہے۔ اور ہماری ہر رنگ میں دلداری فرماتے رہے۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء اور ہماری محترمہ بہن صفیہ بیگم صاحبہ اہلیہ سید صاحب تو آرام سے ہی اس مقدس قافلہ کی خدمت میں مصروف رہی ہیں۔ اور ہمیں تو آپ کا اپنا گھر تھا۔ میں تو یوں محسوس کرتا رہا ہوں کہ گویا ہماری یہ بہن رات کو بھی آرام نہیں کرتیں۔ بہار کی شدت کی گرمی اور مہلک قسم کی لُو میں مہمانوں کی خدمت کا اس رنگ میں خیال ہے کہ جیسے ایک مستعد پولیس افسر اپنے حلقہ کی نگرانی کر رہا ہے۔ میں اور برادر یوسف صاحب ایک دن دوپہر کے وقت کوٹھی کے ایک سایہ میں ہی لیٹ گئے۔ اور یہ خیال کیا کہ آخر پنجاب میں بھی ہم درختوں کے سایہ میں وقت گذار لیتے ہیں۔ مگر واہ ری بہار کی گرمی نصف گھنٹہ کے اندر ہی میں نے ایسا محسوس کیا جیسے میرے پاؤں کے تلووں سے آگ نکل رہی ہے۔ اتنے میں محترمہ بیگم صاحب سید فضل احمد صاحب کی نظر پڑ گئی۔ اور اُنہوں نے ملازم کو دوڑایا اور ہمیں اندر منگا لیا۔ ورنہ شاید ہم اپنی پنجابیت کے نشہ میں لُو کا شکار ہو جاتے۔ ہمارا یہاں تین دن قیام رہا۔ درمیان میں ایک دو مقامات پر Pakur Cross کا بھی پروگرام رہا۔ مگر بہار کے علاقہ میں آجکل صبح ۸ بجے سے قبل اور شام ۶ بجے کے بعد ہی آپ باہر نکل سکتے ہیں۔ مگر پھر بھی سید صاحب کی محبت اور مخلصانہ سلوک کی وجہ سے ہم اپنے آپ کو بالکل At Home خیال کرتے رہے ہیں۔ ہمارے بھاگلپور کے دولدار۔ احمدی بھی یہاں ملازمت کے سلسلہ میں مقیم ہیں۔ وہ بھی دو بار اپنے آقا رضی اللہ عنہ کے لخت جگر اور اپنے محبوب خلیفہ کے بھائی کی ملاقات کے لئے حاضر ہوئے بہار میں آرہا۔ اور دمکا میں اگرچہ تین سے زائد احمدی مقیم ہیں۔ مگر میں نے محسوس کیا کہ یہ دو مقامات بڑی جماعت یا کم از کم نماز جمعہ کا انتظام نہیں۔ اگر کوئی خاص روک نہ ہو۔ تو میں درخواست کروں گا کہ نماز جمعہ میں ہی ہر قسم کی ترقی کا راز مضمر ہے۔ اس میں ایسے ایسے روحانی اور قومی مفاد پوشیدہ ہیں کہ میں اس کی تفصیل میں نہیں جانا چاہتا۔ کیونکہ دونوں مقامات میں بڑے ہی سلجھے ہوئے اور اصول دین اور اس کی حکمتوں سے واقف احمدی رہتے ہیں۔ میں نے تو حصول ثواب کی خاطر یہ تحریک کی ہے۔

مورخہ ۱۸/۴/۶۶ کو محترم سید فضل احمد صاحب کے طے شدہ پروگرام کے مطابق چیز بخن آنا تھا۔ چنانچہ بعد دوپہر Dumka سے ہم روانہ ہوئے اور شام کو اس مقام پر پہنچے۔ وہ مختلف Dak Bungalow میں رہائش کا انتظام تھا۔ حسن انتظام کے لئے اتنا ہی کافی تھا کہ ایک S.P. تھا اور وہ بھی سارے صوبہ بھر میں مانے ہوئے بہترین۔ [illegible] نے اپنے آقا کے لخت جگر اور اس کے مقدس افراد خاندان کے لئے کیا تھا۔ جہاں مذہبی عقیدت دلی خلوص اور حسن انتظام کی اہلیت اکٹھی ہو گئی ہو۔ اور جائز ذرائع بھی میسر ہوں تو کون ہے جو جان و دل سے قربان ہونے کے لئے تیار نہ ہو جائے گا۔ یہی چیز میں نے برادر محترم سید صاحب موصوف میں نمایاں پائی ہے۔ اور بار بار اُن کے لئے دعا نکلتی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ ان کو ہر رنگ میں دین و دنیا کی نعماء سے نوازے۔ آمین۔

اس مقام پر حضرت صاحبزادہ صاحب کا مع اہل و عیال دو رات اور ایک دن قیام رہا۔ اور شہر کے قابل دید مقامات کو دیکھنے کا موقع ملا۔ خاکسار ایک دن قبل کلکتہ کے لئے روانہ ہو گیا۔ صوبہ بہار کے یہ آخری مقام کا دورہ تھا۔ اور میں نو پہلی بار اس علاقہ میں آیا تھا۔ اس دوران میں جو کچھ میرے سامنے آیا اُس کا مختصر نقشہ قارئین بدر کے سامنے پیش کر چکا ہوں۔ بلکہ میں نے اس امر کی کوشش کی ہے کہ ہر جماعت کا مختصر تعارف کروا دیا جائے۔ خاکسار ۲۰/۴/۶۶ کی صبح کو ہی کلکتہ کے لئے روانہ ہوا۔ محترم سید صاحب کا مشورہ ۹ بجے کی گاڑی پر جانے کا تھا۔ مگر چونکہ اس سے پہلی گاڑی دو گھنٹہ لیٹ تھی خاکسار نے اس پر جانے کا پروگرام بنا لیا۔ مگر جب Station پر گیا تو معلوم ہوا کہ اس گاڑی پر صرف فرسٹ کلاس کا مسافر سفر کر سکتا ہے۔ کیونکہ کلکتہ کا فاصلہ دو سو میل سے کم تھا۔ ۵ گھنٹے کے فرق کے مقابلہ پر سولہ روپے زائد خرچ ہوتے تھے۔ اور ایک درویش اور تبلیغی جماعت کے فرد کے لئے اس قسم کی فراخدلی ممکن نہیں ہوتی۔ چنانچہ خاکسار نے واپس آنے کا فیصلہ کر لیا کہ اللہ تعالیٰ نے میری رہنمائی فرمائی۔ اور میں نے بکنگ کلرک سے فرسٹ کلاس ملازم (Attendant) کے متعلق دریافت کیا تو اُس نے اس رعایت سے اتفاق کیا۔ اور ساتھ ہی اُس نے باوجود اپنی طبیعت کی بیزاری کے میرے دریافت کرنے پر بتلا دیا کہ اُس نے ایک فرسٹ کلاس ٹکٹ issue کیا ہے۔ چنانچہ الحمد للہ کہ تلاش سے وہ دوست بھی مل گئے جو بہت ہی شریف واقع ہوئے اور اُنہوں نے اپنے ٹکٹ پر Attendent کا ٹکٹ لا دیا۔ میں نے یہ معمولی واقعہ اس لئے تحریر کیا ہے تا ہمارے مبلغین اور انسپکٹران ضرورت پڑنے پر اس رعایت سے فائدہ اُٹھا سکیں۔ اس تین گھنٹہ کے سفر میں سارے بہار کے دورہ کے متعلق میں دو قسم کے متضاد تصورات میں غرق رہا۔ ایک طرف اپنے احمدی بھائیوں کے جذبۂ خدمت۔ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ والہانہ عشق کی تصویر میرے سامنے تھی۔ دوسری طرف غیر معمولی طور پر جماعت میں نمایاں کمزوریاں ...... جو محسوس کیں وہ میرے سامنے آرہی تھیں کیا یہ ضروری نہیں کہ جس قلم سے ان کی خوبیاں بیان کی ہیں۔ اپنے ان بھائیوں کو باوجود کمزور ہونے کے ان کی کمزوری کی طرف توجہ دلاؤں۔ کیونکہ اگر کسی قوم یا جماعت میں یہ عادت پیدا ہو جائے کہ وہ صرف اپنی تعریف سننے کی عادی ہو جائے تو ایسی قوم ترقی نہیں کر سکتی۔ بلکہ میرے نزدیک یہ تو

پر ظلم ہوگا۔ کہ اُن کو اُن کی کمزوریوں کی طرف توجہ دلائی جائے۔ اور یہ سعادت اور یہ افسرانہ دنیا میں صرف جماعت احمدیہ کو ہی حاصل ہے کہ اُن کا ایک واجب الاطاعت امام اور امام کا قائم کردہ نظام ہے جس کی اطاعت ہر احمدی کے لئے نزدیک نجات کا باعث ہے۔

جیسا کہ خاکسار نے عرض کیا ہے کہ اس سارے علاقہ میں اوریں اور بعض گلپور کے دو خوش قسمت خاندانوں کے ذریعہ احمدیت کی بنیاد پڑی ہے۔ مگر یہ سوچنے والی بات ہے کہ ہر جگہ جماعت صرف ایک ہی خاندان میں رُک کر کیوں رہ گئی ہے۔ اس سے آگے ترقی کیوں نہ ہوئی۔ حالانکہ ان مقامات پر بڑی خاصی تعداد میں مسلمانوں کا پڑھا لکھا طبقہ موجود ہے۔ اس کی سب سے بڑی وجہ جو میں نے محسوس کی ہے وہ باہمی اختلافات اور اختلافات بھی اس قسم کے کہ جن کے تصوّر سے دل کانپ اُٹھتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہؤا کہ آہستہ آہستہ جماعت کی تنظیم میں کمزوری پیدا ہوتی گئی۔ اور آئندہ پود میں جماعت کے کاموں میں دلچسپی نہ رہی۔ اسی طرح اسلامی شعار کی اہمیت اس علاقہ میں محسوس نہیں کی جا رہی۔ خاکسار ایک عرصہ تک جنوبی ہند میں رہا ہے۔ وہاں غریب احمدی سے لے کر امیر تک اور چھوٹے سے چھوٹے سرکاری ملازم سے لے کر گزیٹڈ افسران تک داڑھی کا التزام کرتے ہیں۔ مگر نہ معلوم علاقہ بہار میں اس سنت نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کو کیوں نظر انداز کرنے کا رواج عام ہوگیا ہے۔ اور بالخصوص اس جماعت کے افراد میں جن کا دعوےٰ یہ ہو کہ وہ احیاء دین اور قیام شریعت کے علمبردار ہیں۔ اُن میں نام لینے کو بھی کسی کے منہ پر داڑھی نہ ہو سوائے چند پرانے بزرگان کے۔ اسی پر آپ نمازوں اور جمعوں کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ میں اس سارے علاقہ کے نوجوان طبقہ سے اپیل کروں گا کہ وہ ہمت کر کے اپنے آپ کو احساس کمتری سے باہر نکالیں۔ اور اپنے ماحول میں ایک پاک اور مقدس نمونہ قائم کریں۔ مجھے اس موقعہ پر حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا ایک قول بار بار یاد آرہا ہے جو حضور نے ایک خطبہ جمعہ میں بیان فرمایا تھا کہ وہ احمدی جو حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں منہ پر داڑھی کے چند بال نہیں رکھ سکتا۔ اس سے قربانی کی اور کیا امید کی جا سکتی ہے۔ اور اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام تو یہاں تک فرماتے ہیں۔ کہ اگر میرے سامنے کوئی داڑھی منڈا آجائے تو مجھے ایسے شخص سے کراہت آتی ہے۔ پس قوم یا جماعت کو احساس کمتری سے بچانے کے لئے اور موجودہ ماحول میں ہمیں مضبوطی کے ساتھ اسلامی شعار کو رواج دینا چاہیئے۔ ہم سیکولر اسٹیٹ میں رہتے ہیں۔ اس لئے مذہبی آزادی کے حق سے پورا پورا فائدہ اُٹھانا چاہیئے۔ اسی طرح افراد میں جماعتی احساس پیدا کرنے کے لئے بلکہ جماعت کو زندہ رکھنے کے لئے انتہائی ضروری ہے۔ جہاں بھی تین یا تین سے زائد بالغ احمدی رہتے ہوں وہاں نماز جمعہ کی ادائیگی کا التزام کیا جائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ کرام کا نمونہ ہمارے سامنے موجود ہے کہ ان پڑھ سے ان پڑھ صحابی بھی اپنے علاقہ میں ایک سرگرم مبلغ کا کام کرتا تھا لیکن نئی پود میں تبلیغ کا احساس تو ایک طرف اپنے آپ کو احمدی ظاہر کرنے میں بھی بوجھ محسوس کرتے ہیں۔ اور اگر کسی جگہ کسی دوست کو ورثہ میں تبلیغ احمدیت کا جوش ملا ہے تو وہاں وہ پاک نمونہ موجود نہیں جو انسانی قلوب کو اپنی طرف مائل کرنے کا اصل ذریعہ ہے۔ یہ امر تو کسی دلیل کا محتاج نہیں کہ دنیا میں حقیقی انقلاب صرف دلائل یا قوت بیانی سے پیدا نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کے لئے اُن پاک اور مطہر اسوہ کی ضرورت ہے جو سخت سے سخت قلوب کو بھی اپنی طرف مائل کر لیتا ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے وقفِ زندگی کی تحریک فرمائی تھی ہندوستان میں آہستہ آہستہ جماعتوں میں اس کی اہمیت کا احساس کم ہوتا جا رہا ہے اور سوائے اس کے کہ چند غریب خاندان کے لڑکے مرکز میں دینی تعلیم کے لئے آرہے ہیں۔ صاحب استعداد احباب اس لائن میں بچوں کو بھجوانا اپنی توہین سمجھتے ہیں۔ مرکز میں بعض کلیدی عہدوں کے لئے اچھے پڑھے لکھے نوجوانوں کی ضرورت ہے۔ کئی بار مرکز کی طرف سے اعلان کیا گیا مگر اب تک مناسب حسال آدمی نہیں ملا۔ اور آجکل تو احمدیوں میں بھی یہ مرض تیزی کے ساتھ پھیل رہا ہے کہ جس طرح بولا کا Foreign کی ہوا فروغ تھا آرہے ہے۔ حالانکہ اس میدان میں بھی اکثر خاندانوں کو تلخ تجربے ہو چکے ہیں۔ یہی صورت آئندہ مبلغین پیدا کرنے کے متعلق پیدا ہو رہی ہے۔ وہ خاندان جن کو خدا تعالےٰ نے کسی نہ کسی رنگ میں دنیاوی عزت عطا فرمائی ہے۔ وہ ذرا اپنے سینوں پر ہاتھ رکھ کر ٹھنڈے دل سے سوچیں کہ اُن کے ذہن میں کبھی ایک بار بھی یہ بات آئی ہے کہ وہ اپنے لختِ جگر کو اعلےٰ تعلیم دلا کر تبلیغ اسلام کے لئے مرکز کے سپرد کر دیں گے۔ اس کے مقابلہ پر اس دورے میں اکثر احباب کو میں نے یہ کہتے سنا ہے کہ ہمارے مبلغ Standard کے ہونے چاہئیں تا وہ اونچے اور تعلیم یافتہ طبقہ میں تبلیغ کر سکیں۔ مگر سوال یہ ہے کہ ایسے ہی احباب اپنی Standard کی اولاد کو تو دینی تعلیم کے پاس نہیں پھٹکنے دیتے۔ پھر مرکز کہاں سے لائے۔ کوئی پانچ چھ سال کی بات ہے کہ ایک دوست نے اپنے ایک بچے کو مدرسہ احمدیہ میں تعلیم کے لئے بھجوا دیا۔ اس کا ایک ہاتھ ٹیڑھا تھا پاؤں بھی اس قدر کمزور کہ آسانی سے چل بھی نہیں سکتا تھا۔ میں جب اُس علاقہ میں دورہ پر گیا تو وہ بڑے فخر سے فرمانے لگے۔ چوہدری صاحب میں نے اپنے فلاں بچے کو دینی تعلیم کے لئے مرکز میں بھجوا دیا ہے مجھ سے نہ رہا گیا میں نے عرض کیا ہاں وہ اور کسی کام کے قابل نہیں تھا۔ اور حقیقت بھی یہی ہے اب صرف وہ بچے دینی تعلیم کے لئے آرہے ہیں۔ جن کے والدین اپنے خرچ پر دوسری تعلیم نہیں دلوا سکتے الّا ماشاء اللہ۔ اور تو چھوڑیئے۔ مرکز گذشتہ کئی سال سے بار بار اعلان کر رہا ہے کہ مرکز میں ایک کوالیفائیڈ ڈاکٹر کی ضرورت ہے جس کو وہی گریڈ دیا جائے گا جو گورنمنٹ کا منظور شدہ ہے۔ اس کے علاوہ قادیان میں پریکٹس کا بھی بڑا اچھا میدان ہے۔ مگر آج تک ڈاکٹر تو ایک طرف کوئی کوالیفائیڈ ڈسپنسر بھی نہیں ملا۔ آپ یہ خیال فرماویں کہ ہندوستان میں احمدی ڈاکٹر نہیں۔ بلکہ آپ اس دورہ کی رپورٹ کو دیکھ لیں۔ خدا کے فضل سے دمکا تک ہر مقام پر ایک نہ ایک ڈاکٹر موجود ہے۔ بلکہ حضرت صاحبزادہ صاحب کی منجھلی صاحبزادی کو بھی یہ احساس پیدا ہؤا۔ اور وہ فرمانے لگیں کہ ابا ہم جہاں کہیں بھی گئے ہیں۔ ڈاکٹر کے پاس ہی ٹھہرے ہیں۔ یہی صورت دوسرے صوبوں میں ہے اللہ تعالےٰ نے غیر معمولی طور پر احمدیوں کو اس لائن میں بھی نوازا ہے۔ مگر کسی ایک بندہ خدا کے دل میں نہیں آیا۔ کہ وہ مرکز کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اپنے آپ کو پیش کریں۔ حالانکہ دنیاوی لحاظ سے بھی اس قربانی میں کوئی خسارہ نہیں ہے اور جیسا کہ میں نے ابھی وضاحت کی ہے یہی صورت دلاتریں کام کرنے والوں کے متعلق ہے۔ دوسری طرف مرکز کی خط و کتابت پر احباب کا شکوہ بھی ہے کہ ایک چٹھی صاف نہیں ہوتی۔ بروقت کارروائی نہیں ہوتی۔ بلکہ ایک دفعہ ایک معزز دوست کہنے لگے کہ مرکز کا Standard بہت بلند فرمانے لگے کہ مرکز میں کوئی کام کرنے والا بھی ہے۔ دفتری نظام بھی درست نہیں۔ تو اُن سے بھی میں نے یہی عرض کیا کہ خدا کے فضل سے آپ کے تینوں صاحبزادے اچھے تعلیم یافتہ ہیں۔ اُن میں سے ایک کو مرکز میں بھجوا دیں تاکم از کم کسی ایک شعبہ کا دفتری نظام تو درست ہو جائے۔ میرے اس جواب کو سن کر ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے ان کو سانپ سونگھ گیا ہے پس میں سلسلہ کا درد رکھنے والے ہر احمدی بلکہ ہر جماعت سے درخواست کروں گا کہ ان امور پر سنجیدگی سے غور فرماویں کہ آئندہ پود میں دین کے لئے وقف کرنے کا جذبہ کیوں سرد ہوتا جا رہا ہے۔ اور میرے نزدیک اس کی تمامتر ذمہ داری والدین پر عائد ہوتی ہے۔ غیر احمدی تو شاید خدا کے حضور بری الذمہ ہو جائیں کہ اُن کے سامنے کوئی نمونہ موجود نہیں۔ مگر ہم اپنے خدا کو کیا جواب دیں گے۔ ہمارے سامنے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پاک نمونہ موجود ہے۔ پھر سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا مقدس نمونہ ہمارے سامنے ہے۔ حضور نے اپنی ساری اولاد کو خدا کی راہ میں لگا دیا۔ اور اپنے عمل سے ہمیں بتا دیا کہ آئندہ ہر قسم کی عزت دین کے کاموں کے ساتھ ہی وابستہ ہے۔ لیکن باوجود اس کے اگر بدقسمتی سے اتنی جلدی ہمارے اندر یہ احساس پیدا ہو جائے کہ نعوذ باللہ مبلغ بنانا یا مرکزی کاموں کے لئے بچے کو بھجوانا باعثِ توہین ہے۔ اور ساری اولاد تو ایک طرف ایک بچے کو بھی پیش نہ کریں۔ تو ہم کس منہ سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم کر رہے ہیں۔

ایک نہایت ہی خطرناک قسم کی کمزوری جو اس دورہ میں دیکھنے میں آئی ہے ایسی باہمی عداوتیں اور شکر رنجیاں ہیں جن کے نتیجہ میں بات چیت تک بند ہے۔ بھائی بھائی کا دشمن بنا ہؤا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہؤا ہے کہ ساری قوت ایک دوسرے کے خلاف خرچ ہو رہی ہے۔ اور جس جماعت میں بھی یہ صورت ہوئی ہے۔ وہ جماعت کے لئے سخت مہلک ثابت ہوئی ہے یہی وجہ ہے کہ اس سارے علاقہ میں احمدیت کی ترقی رُکی ہوئی ہے اور خطرناک قسم کا جمود طاری ہے۔ اور یہ ساری بے برکتی صرف اور صرف سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے مقرر کردہ نظام پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے ہے۔ دو قسم کے ہی جھگڑے ہو سکتے ہیں۔ لین دین یا رشتہ داریوں کے۔ دونوں کے لئے الگ الگ نظام ہے۔ مگر میں نے محسوس کیا ہے کہ جس کی قانونی پوزیشن مضبوط ہوتی ہے۔ وہ اس طرف آنے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ اور صرف وہی مرکز کی طرف دوڑتا ہے جو دیکھتا ہے کہ اب اور کوئی ذریعہ باقی نہیں۔ اور یہ مرض بھی صرف ایسے ہی طبقہ میں پیدا ہو رہا ہے جن کو خدا تعالےٰ نے کسی نہ

(باقی صفحہ ۸ پر)

جماعت کی اصلاح و تربیت اور توسیع تبلیغ کے لئے

قرآنِ مجید ناظرہ و باترجمہ جاننے اور وقفِ ایّام کے متعلق

حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے دو۲ اہم ارشادات

نوٹ:۔ خلافت کی برکات میں سے ایک یہ بھی امر ہے کہ خلیفہ مومنین کی جماعت کو قرآن مجید سکھانے اور سیکھنے کی طرف بھی راغب کرتا رہتا ہے اور ان کی اصلاح و تربیت کا بھی خاص خیال رکھتا ہے۔ سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس ضمن میں دو اہم امور کی طرف جماعت کو متوجہ فرمایا ہے۔ ایک یہ کہ تمام احمدی افراد کو قرآن مجید ناظرہ اور پھر اس کا ترجمہ سکھانے کا انتظام کیا جائے تاکہ وہ اس نعمتِ عظمیٰ سے پوری طرح فائدہ حاصل کر سکیں۔ دوسرے یہ کہ جماعت کے دوستوں کو تبلیغ اور جماعتی تربیت و اصلاح کے لئے دو ہفتے سے لے کر چھ ہفتے تک کا عرصہ وقف کرنا چاہیئے۔ اور اپنے خرچ پر باہر کے علاقوں میں جا کر کام کرنا چاہیئے۔

ان ہر دو تحریکات کی تفصیل اور حضور ایدہ اللہ کے ارشادات ذیل میں ملاحظہ فرمائیں اور حضور کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے مخلصینِ جماعت ان پر عمل پیرا ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں قرآنی علوم کے حاصل کرنے اور تبلیغی و تربیتی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے

مرزا وسیم احمد (ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان)

اَلْخَیْرُ کُلُّهٗ فِی الْقُرْاٰنِ

خیر سب کی سب قرآن کریم میں ہے

(الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

قرآن مجید ہر خیر و برکت کا سرچشمہ ہے اور روحانی اور جسمانی علوم کا ایک وسیع خزانہ اپنے اندر رکھتا ہے۔ اور فلاحِ دارین اور نجات کا انحصار اس مقدس کتاب کے پرحکمت مضامین پر اطلاع پانے، اور اس میں بیان کردہ پاک تعلیمات پر عمل کرنے میں ہے۔ قرآن مجید تمام دینی و دنیاوی ضرورتوں کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ اس میں تمام صداقتیں پائی جاتی ہیں اور یہی پاک کتاب انسان کی رشد و ہدایت کی ضامن ہے۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا ہم پر احسان ہے کہ ہمیں قرآن مجید جیسی کتاب عطا فرمائی ہے۔ اس سے ہر قسم کی خیر و برکت ہمیں مل سکتی ہے۔ اس لئے ہر مسلمان اور احمدی کا یہ فرض ہے کہ اس کو قرآن مجید ناظرہ پڑھنا آتا ہو اور اس کا ترجمہ بھی جانتا ہو۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہر فردِ جماعت کو تاکید فرمائی ہے کہ وہ خود بھی قرآن مجید ناظرہ جاننے اور باترجمہ سیکھنے کی طرف متوجہ ہوں اور جماعت کے ہر بچے اور مرد و عورت کو قرآن مجید ناظرہ اور باترجمہ پڑھائیں۔ حضور نے مورخہ ۲۰؍جنوری ۱۹۶۶ء کو ایک تربیتی کلاس میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ:۔

"میں تو سمجھتا ہوں کہ اگر جماعت کا ایک بچہ بھی قرآن کریم پڑھنا نہیں جانتا تو ساری جماعت کو اپنی فکر کرنی چاہیئے جب تک کہ وہ بچہ قرآن کریم ناظرہ نہ جان لے۔"

لہٰذا عہدیدارانِ جماعت، مجلس انصار اللہ، مجلس خدام الاحمدیہ، لجنہ اماء اللہ اس امر کا جائزہ لیں کہ ان کی جماعتوں اور مجالس میں کون ایسے مرد، عورتیں اور بچے ہیں جن کو قرآن مجید ناظرہ پڑھنا اور قرآن مجید باترجمہ نہیں آتا۔ اور پھر تربیتی مرکز قائم کرکے، اور تربیتی کلاسیں جاری کرکے ہر فردِ جماعت کو قرآن مجید ناظرہ و باترجمہ پڑھانے کا انتظام کرنا چاہیئے۔ جو مرد قرآن مجید پڑھے ہوئے ہیں انہیں چاہیئے کہ جماعتی تنظیم کے ماتحت کچھ وقت نکال کر تربیتی کلاسوں میں قرآن مجید ناظرہ اور باترجمہ پڑھایا کریں اور جو مستورات قرآن مجید پڑھی ہوئی ہیں۔ وہ روزانہ کچھ وقت نکال کر لجنہ اماء اللہ کے انتظام کے ماتحت دوسری مستورات کو قرآن مجید ناظرہ اور باترجمہ پڑھانے کی ذمہ داری قبول کریں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ خطبہ جمعہ ۱۱؍فروری ۱۹۶۶ء میں فرماتے ہیں کہ

"میں نے قرآن کریم پڑھانے کی جو سکیم جماعت کے سامنے رکھی تھی اس پر عمل کرنے کے لئے میرے نزدیک کسی بجٹ کی ضرورت نہیں صرف انتظام کی ضرورت ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر وہ لوگ جن کے سپرد یہ کام ہے اس کی طرف پوری توجہ کریں تو ہمیں اس کام کے لئے روپیہ کی ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جماعت کو قرآن کریم پڑھنے اور پڑھانے والے دوست کثرت سے دیئے ہیں اور میں کامل یقین رکھتا ہوں۔ جب جماعت سے اپیل کی جائے گی کہ بچوں کو قرآن کریم پڑھانے کے لئے رضاکاروں کی ضرورت ہے تو جماعت کی عورتیں اور مرد ضرورت سے زیادہ اپنے نام پیش کر دیں گے۔ انشاء اللہ۔"

قرآن مجید ناظرہ و باترجمہ سیکھنے کے فوائد پر روشنی ڈالتے ہوئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ:۔

"قرآن کریم ایک ایسی نعمت ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں محض اپنے فضل سے عطا کی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ ہمیں فطرتِ صحیحہ عطا کر دیتا اور پھر ہمیں ان صفات کا بھی مظہر بنا دیتا جو اس مادی دنیا سے تعلق رکھتی ہیں جس میں ہم نے اپنی زندگی گذارنی ہے، لیکن ان صفات کے صحیح استعمال کا ہمیں علم نہ دیتا۔ ان صفات سے ہمیں صحیح طریق پر کام لینے کا علم نہ دیتا۔ وہ ان راہوں کی نشاندہی نہ کرتا جن پر چل کر ہم مدارجِ ارتقاء طے کرتے ہوئے خدا تعالیٰ کے قریب سے قریب تر ہوتے چلے جائیں تو پھر ان صفات کا ہماری فطرت میں رکھا جانا مفید نہ ہوتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ایک طرف ہمیں فطرتِ صحیحہ عطا کی ہے اور دوسری طرف قرآن کریم جیسی تعلیم دے کر اس فطرتِ صحیحہ کے نشوونما کے سامان کر دئے ہیں۔ کیونکہ قرآن کریم کے بغیر انسان اپنی زندگی کا مقصد حاصل نہیں کر سکتا۔"

سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ تاکیداً فرماتے ہیں کہ:۔

"......... اگر فی الواقع (قرآن کریم سے) پیار ہو جائے تو انسان ایک لحظہ کے لئے بھی یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ اتنی اچھی، حسین، خوبصورت، دل کو موہ لینے والی اور دل و دماغ اور سینہ کو معطر کر دینے والی چیز ہمیں ملی ہو۔ اور ہم اپنی اولاد اور اپنے رشتہ داروں کو اس سے محروم رکھیں۔"

حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ان اقتباسات کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے عہدیدارانِ جماعت اپنی اپنی جماعتوں کے ایسے بچوں اور مردوں اور مستورات کو فہرست مرتب کریں جنہیں قرآن مجید ناظرہ نہیں آتا اور جنہیں قرآن کریم باترجمہ نہیں آتا۔ ایسی فہرستیں نظارت دعوۃ و تبلیغ میں بھجوائی جائیں اور مقامی طور پر جماعتی انتظام کے ماتحت اور مجالس انصار اللہ، خدام الاحمدیہ، لجنہ اماء اللہ کے ذریعہ تربیتی کلاسوں کا اجراء کرکے قرآن مجید ناظرہ اور باترجمہ پڑھانے کا جلد از جلد انتظام کرکے اطلاع دیں۔ نیز ہر ماہ باقاعدگی سے کارگذاری کی رپورٹ نظارت میں بھجواتے رہیں۔

اس بارہ میں حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۱؍فروری ۱۹۶۶ء شائع کیا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حضور کے

اور تشہدات عالیہ پر عمل کرنے کے نتیجہ میں خیر و برکت سے وافر حصہ عطا فرمائے اور ہم اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے ہوں۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

قرآنِ کریم ایک نعمتِ عظمیٰ ہے

ہر احمدی قرآن کریم سیکھے اور دوسروں کو سکھلائے

خطبہ جمعہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز فرمودہ ۱۱ فروری ۱۹۶۶ء

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں نے دنیوی اور روحانی ترقیات حاصل کی تھیں تو اس کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے

قرآن کریم کو وہ عظمت دی تھی

جس کا اسے حق حاصل تھا۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو لئے ایک کامل کتاب نازل کی تھی اور انہوں نے اس کی قدر کی۔ انہوں نے اسے پڑھا اور ان میں سے بہتوں نے اسے حفظ کیا اور اسے سمجھنے کی کوشش کی۔ اور نہ صرف کوشش کی بلکہ اس کے سمجھنے کے لئے ہر ممکن تدبیر کے علاوہ دعاؤں کا سہارا لیا۔ اور اس طرح انہوں نے قرآن کریم کے علوم اپنے رب سے سیکھے اور اس نیت سے سیکھے کہ اس کے نتیجہ میں وہ خدا تعالیٰ کے فضلوں کے وارث ہوں انہوں نے یہ سمجھ لیا کہ خدا تعالیٰ کی یہ کتاب اس لئے نازل کی گئی ہے کہ وہ اس پر عمل کریں۔ اور انہیں یقین تھا کہ اگر وہ اس پر عمل کریں گے تو اس دنیا میں بھی وہ خدا تعالیٰ کے افضال اور اس کی رحمتیں حاصل کریں گے اور اخروی زندگی میں بھی وہ ان کے وارث ہوں گے اور جب انہوں نے قرآن کریم کی پاک تعلیم سیکھنے کے بعد اس پر عمل کیا تو

قرآن کریم کے طفیل

جو بڑی عظمت رکھنے والی کتاب ہے۔ انہیں اس دنیا میں بھی بڑی عظمت حاصل ہوئی۔ اپنے تو اپنے ہی تھے۔ غیر بھی اس بات کو تسلیم کرنے پر مجبور ہو گئے کہ فی الواقعہ یہ قوم بڑی عظمت والی ہے۔ انہوں نے قرآن کریم کی تعلیم پر عمل کیا اور اس کے نتیجہ میں قرآن کریم کی رفعتوں کے طفیل اس قوم کو بھی رفعتیں حاصل ہوئیں۔ اور اس قدر رفعتیں انہیں نصیب ہوئیں کہ آسمان کے ستاروں کی رفعتیں بھی ان کے مقابلہ میں ہیچ نظر آنے لگیں۔ اور وہ ان بلندیوں پر پہونچ گئے جن تک دنیوی عقل کو رسائی حاصل نہیں اور انہوں نے وہ کچھ حاصل کر لیا جو انسان اپنی کوشش اپنی جدوجہد اپنی عقل اور اپنی فراست سے حاصل نہیں کر سکتا تھا۔ اسلام کی پہلی تین صدیوں میں ہمیں یہی نظارہ نظر آتا ہے کہ

قرآن کریم پر عمل کرنے والے

دنیوی زندگی کے ہر شعبہ میں شاندار سمجھے جاتے تھے۔ وہ اسی کی برکت سے دنیا کے لیڈر بنے۔ وہ اسی کے طفیل دنیا کے استاد بنے، دنیا کے محبوب بنے۔ اس لئے کہ قرآن کریم نے ان کی طبائع کو اس طرح بدل دیا تھا کہ دنیا ان سے پیار اور محبت کرنے پر مجبور ہو گئی۔ لیکن تین صدیوں کے بعد مسلمانوں نے سمجھ لیا کہ انہوں نے قرآن کریم سے جو کچھ حاصل کرنا تھا کر لیا ہے، جو کچھ قرآن کریم سے انہوں نے پانا تھا پا لیا ہے۔ اب انہیں نہ قرآن کریم پڑھنے کی ضرورت ہے اور نہ اسے سمجھنے کی حاجت ہے۔ وہ خام عقل اور دنیوی فراست جو انہیں محض اس لئے دی گئی تھی کہ وہ اس پیغام الٰہی کو سمجھنے میں ممد اور معاون بنے اسٹا قرآن کریم کو چھوڑ کر انہوں نے صرف اس پر انحصار کر لیا۔ تب

خدا تعالیٰ نے یہ نظارہ بھی دکھایا

کہ وہ قوم جو دنیا پر ہر طرح سے چھا گئی تھی اور اس نے اقوام عالم سے اپنی برتری کا سکہ منوا لیا تھا قعرِ مذلت میں گر پڑی اور اس نے اس قدر ذلتیں اور رسوائیاں اٹھائیں کہ الامان والحفیظ اب اللہ تعالیٰ نے پھر محض اپنے فضل سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرما کر

ہمیں قرآن کریم سے متعارف

کرایا ہے۔ آپ نے ہمیں ان تمام خوبیوں کا علم بہم پہونچایا ہے جو قرآن کریم میں پائی جاتی تھیں اور ہمیں ان کی طرف متوجہ کیا ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں ؎

جمال و حسنِ قرآں نورِ جانِ ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

کہ قرآن کریم کے حسن، اس کی خوبصورتی اداس کی دل کو موہ لینے والی تعلیم سے ایک مسلمان اپنی زندگی کا نور حاصل کرتا ہے۔ اور ہم جانتے ہیں کہ جس طرف بھی ہم جائیں گے جب تک قرآن کریم کی مشعل ہمارے ہاتھ میں نہ ہوگی، جب تک اس کا نور ہماری رہنمائی نہ کر رہا ہوگا ہم صداقت اور بلندیوں کی راہوں پر گامزن نہیں ہو سکتے۔ ہمارے لئے ایک لمبے عرصہ کے بعد قرآن کریم کی کھڑکیاں دوبارہ کھولی گئی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیش بہا اور

قیمتی لعل و جواہر

قرآن کریم سے نکال کر ہمارے سامنے پیش کئے ہیں۔ اگر ہم اب بھی ان کی قدر نہ کریں تو ہم جیسی بدبخت قوم اور کوئی نہیں ہو سکتی۔

پس ہمارے لئے ضروری ہے کہ

قرآن کریم کے علوم

نہ صرف ہم خود سیکھیں بلکہ دوسروں کو بھی سکھائیں (دوسرے لوگوں میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو نو احمدی ہیں اور وہ لوگ بھی شامل ہیں جو ہماری نئی نسل کے طور پر ہم میں شامل ہوئے ہیں) اگر ہم قرآن کریم کو مضبوطی سے پکڑے رکھیں اور اس بات پر یقین رکھیں کہ اس کے علوم کا خزانہ نہ ختم ہونے والا ہے تو جتنا زیادہ فکر اور تدبر ہم اس میں کریں گے اور شرائط کے ساتھ اور صحیح رنگ میں جتنی دعا ہم کریں گے جتنی

عاجزی اور انکسار کے ساتھ

ہم خدا تعالیٰ کے سامنے جھکیں گے اور اس سے مدد چاہیں گے اتنے ہی زیادہ علوم ہمیں قرآن کریم سے حاصل ہوں گے اور ہوتے رہیں گے انشاءاللہ تعالیٰ۔ ہمارا یہ فرض ہے کہ اب ہم اس نعمتِ عظمیٰ کو ضائع نہ ہونے دیں۔ تا وہ اندھیری راتیں جو پچھلے زمانہ میں اسلام پر گزری ہیں وہ آئندہ تا قیامت اسلام پر نہ آئیں۔

قرآن کریم کے متعلق

ارشاد حضرت مسیح موعود علیہ السلام

"جس قدر مسلمانوں کا علم قرآن شریف کی نسبت ترقی کرے گا اسی قدر ان کا ایمان بھی ترقی پذیر ہوگا"
(کتاب البریہ صفحہ ۵۷ حاشیہ)

"قرآن شریف کی تلاوت کی اصل غرض تو یہ ہے کہ اس کے حقائق اور معارف پر اطلاع ملے۔ اور انسان ایک نیک تبدیلی اپنے اندر پیدا کرے یاد رکھو کہ قرآن شریف میں ایک عجیب و غریب اور سچا فلسفہ ہے اس میں ایک نظام ہے جس کی قدر نہیں کی جاتی۔ جب تک نظام اور ترتیب قرآن کو مدنظر نہ رکھا جائے اور اس پر پورا غور نہ کیا جائے قرآن شریف کی تلاوت کے اغراض پورے نہ ہونگے (الحکم ۳۱ مارچ ۱۹۰۱ء)

فضائلِ قرآن مجید

جمال و حسنِ قرآں نورِ جانِ ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے
نظیر اس کی نہیں جمتی نظر میں فکر کر دیکھا
بھلا کیونکر نہ ہو یکتا کلامِ پاکِ رحماں ہے
بہارِ جاوداں پیدا ہے اس کی ہر عبارت میں
نہ وہ خوبی چمن میں ہے نہ اس سا کوئی بستاں ہے
(درثمین)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ

نے ہمیں بار بار اس طرف متوجہ کیا تھا اور بڑے دکھ کے ساتھ آپ نے اس بات کا اظہار کیا تھا کہ ہم قرآن کریم سیکھنے اور سکھانے کی طرف کماحقہٗ توجہ نہیں دے رہے۔ میں بھی آپ لوگوں کو اس بات کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ قرآن سیکھو اور اس کے علوم حاصل کرو۔ پھر اپنے بچوں کو بھی قرآن پڑھاؤ تا یہ نعمت ہماری ایک نسل سے دوسری نسل کی طرف منتقل ہوتی چلی جائے اور وہ بلندیاں جو ہماری ایک نسل حاصل کرے ہماری آئندہ آنے والی نسلیں ان سے بھی بلند تر ہوتی چلی جائیں۔ اور قرآن کریم کے علوم انہیں زیادہ سے زیادہ حاصل ہوتے چلے جائیں قرآن کریم سے اتنا پیار کرو کہ اتنا پیار تمہیں دنیا کی کسی اور چیز سے نہ ہو لیکن

میں دیکھتا ہوں

کہ جماعت اس طرف پوری طرح متوجہ نہیں ہو رہی۔ پہلے بھی وہ سستی کی مرتکب ہوتی رہی ہے اور اب بھی وہ ایک حد تک غفلت کا شکار ہو رہی ہے۔ اس لئے ہمیں اس بارہ میں کوئی عملی قدم اٹھانا چاہیئے میں نے سوچا ہے کہ ہم ایک منصوبہ کے ماتحت جماعت کے بچوں اور اس کے نوجوانوں کو قرآن کریم ناظرہ پڑھائیں اور پھر اس کا ترجمہ اور اس کے معانی انکو سکھا دیں قرآن کریم پڑھنے اور پڑھانے کے سلسلہ میں بڑی اور شہری جماعتوں میں غفلت پائی جاتی ہے اور دیہاتی جماعتوں میں بھی شاید اکثر ایسی ہوں جو اس طرف سے بے توجہی برت رہی ہیں اس اہم کام کی طرف نظارت اصلاح وارشاد کو خصوصی توجہ دینی چاہیئے

ہماری یہ کوشش ہونی چاہیئے

کہ دو تین سال کے اندر ہمارا کوئی بچہ ایسا نہ رہے جسے قرآن کریم ناظرہ پڑھنا نہ آتا ہو۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ جماعت کو اس طرف بڑی توجہ دینی پڑے گی اور اس کے لئے بڑی کوشش درکار ہوگی۔ ہم بڑی جدوجہد کے بعد ہی اس کام میں کامیابی حاصل کر سکتے ہیں۔ لیکن اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ

اس منصوبہ کو کامیاب

بنانا نہایت ضروری ہے۔ اگر ہم نے الٰہی سلسلہ کے طور پر ان نعمتوں کو اپنے اندر قائم رکھنا ہے جو اللہ تعالیٰ نے محض رحمانیت کے ماتحت ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے طفیل عطا کی ہیں تو ہمیں اپنے اس منصوبہ کو کامیاب بنانے میں اپنے آپ کو پورے طور پر لگا دینا ہوگا۔

تمام جماعتوں کو یہ بات مدنظر رکھنی چاہیئے کہ وہ پہلے ہی سال اس کام میں سو فیصدی نہیں تو ۹۰ فیصدی کامیابی ضرور حاصل کریں۔ کیونکہ جو ذہین بچے ہیں وہ تو چھ ماہ کے اندر بلکہ اس سے بھی کم عرصہ میں قرآن کریم ناظرہ پڑھ لیں گے۔ قاعدہ یسّرنا القرآن اگر صحیح طور پر پڑھا دیا جائے تو بچہ کے لئے قرآن کریم ناظرہ پڑھنا مشکل نہیں ہوتا

مجھے یہ سن کر بہت تعجب ہوا ہے

کہ ہمارے کالج کے بہت سے طلباء بھی قرآن کریم نہیں پڑھ سکتے۔ اور اگر یہ بات درست ہے کہ ان میں سے ایک تعداد قرآن کریم ناظرہ پڑھنا بھی نہیں جانتی۔ یا ان میں سے بہت سے لڑکے قرآن کریم کا ترجمہ نہیں جانتے تو انہیں یہ سوچنا چاہیئے کہ اگر انہیں قرآن کریم سے وابستگی نہیں۔ اگر انہیں قرآن کریم سے کوئی تعلق نہیں اور انہیں قرآنی علوم حاصل نہیں تو انہیں دنیوی علوم حاصل کر کے کیا لینا ہے۔ دنیا کے ہزاروں لاکھوں بلکہ کروڑوں دہریہ لوگ ان علوم کو حاصل کر رہے ہیں۔ وہ دیکھیں کہ یہ علوم دنیا کو کس طرف لے جا رہے ہیں۔ اُخروی زندگی کو تو چھوڑو وہ دنیا کو بھی تباہی کی طرف لے جا رہے ہیں۔ وہ دیکھیں کہ آخر دنیا کو

ان دنیوی علوم سے کونسی خیر و برکت

حاصل ہو رہی ہے۔ آج دنیا کے ہر طبقہ کو اس بات کا احساس ہو چکا ہے کہ جس طرح ہم نے دنیوی علوم سیکھے ہیں اور جس طور پر ہم نے انہیں استعمال کیا ہے وہ انسانیت کو بھلائی کی طرف نہیں بلکہ تباہی کی طرف لے جا رہے ہیں۔ غرض ہمارے کالج کا طالبعلم ہو اور پھر وہ قرآن کریم سے ناواقف ہو یہ بڑی شرم کی بات ہے۔

بہرحال ہم نے یہ کام کرنا ہے اور واضح بات ہے کہ اتنے بڑے کام کے لئے پریذیڈنٹ یا معلم یا مجالس خدام الاحمدیہ اور انصار اللہ کے بعض عہدیدار کافی نہیں یہ تھوڑے سے لوگ اس عظیم کام کو پوری طرح نہیں کر سکتے۔ اس کے لئے

ہمیں اساتذہ درکار ہیں

ہمیں سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں کی تعداد میں ایسے رضاکار چاہیئں جو اپنے اوقات میں سے ایک حصہ قرآن کریم ناظرہ پڑھانے کے لئے، یا جہاں ترجمہ سکھانے کی ضرورت ہو وہاں قرآن کریم کا ترجمہ سکھانے کے لئے دیں تا یہ اہم کام جلدی اور خوش اسلوبی سے کیا جا سکے۔

پس جماعت کو پھر توجہ دلاتا ہوں کہ وہ نعمت جو قرآن کریم کی شکل میں آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل دوبارہ ملی ہے اگر وہ ورثہ کے طور پر آپ کے بچوں کو نہیں ملتی تو آپ اپنی زندگی کے دن پورے کر کے خوشی سے اس دنیا سے رخصت نہیں ہوں گے جب آپ کو یہ نظر آ رہا ہوگا کہ

خدا تعالیٰ کے فضلوں کا خزانہ یعنی قرآن کریم

جو آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل حاصل کیا تھا اس سے آپ کے بچے کلیتہً ناواقف ہیں تو موت کے وقت آپ کو کیا خوشی حاصل ہوگی آپ ان جذبات کے ساتھ دنیا کو چھوڑ رہے ہوں گے کہ کاش آپ کی آئندہ نسل بھی ان نعمتوں کی وارث ہوتی جن کو آپ نے اپنی زندگی میں حاصل کیا تھا پس تم اپنی جانوں پر رحم کرو، اپنی نسلوں پر رحم کرو اپنے خاندانوں پر رحم کرو اور پھر ان گھروں پر رحم کرو جن میں تم سکونت پذیر ہو کیونکہ قرآن کریم کے بغیر آپ کے گھر بھی بے برکت رہیں گے۔

ہر احمدی کا گھر ایسا ہونا چاہیئے

کہ اس میں رہنے والا ہر فرد جو اس عمر کا ہے کہ وہ قرآن کریم پڑھ سکتا ہو، صبح کے وقت اس کی تلاوت کر رہا ہو۔ لیکن اگر مثال کے طور پر آپ کے گھر میں دس افراد ہیں۔ اور ان میں سے صرف ایک فرد قرآن کریم پڑھنا جانتا ہے باقی نو افراد قرآن کریم پڑھنا نہیں جانتے تو گویا آپ نے اس نعمت کا ۱/۱۰ حصہ حاصل کیا۔ لیکن دنیوی لحاظ سے آپ ساری کی ساری چیز کو حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ مثلاً جو تنخواہ آپ کی مقرر کی گئی ہے آپ کبھی پسند نہیں کرتے کہ آپ کو اس کا ۱/۱۰ حصہ ملے۔ اسی طرح دوسری چیزیں ہیں۔ غرض آپ جس کام میں بھی ہاتھ ڈالتے ہیں اس میں آپ

سو فیصدی کامیاب ہونے کی خواہش

رکھتے ہیں۔ سوائے مجنون کے آپ کو کوئی انسان ایسا نہیں ملے گا جو کام تو کر رہا ہو لیکن اس کے دل میں محض یہ خواہش ہو کہ میں اس میں سو فیصدی کامیابی حاصل نہ کروں بلکہ دس فیصدی کامیابی حاصل کروں اور ۹۰ فیصدی مجھے ناکامی ہو۔ اور جب دنیا میں کسی عقلمند انسان کے دل میں یہ خواہش پیدا نہیں ہوتی کہ وہ اپنے کام میں محض ۱۰ فیصدی کامیاب ہو ۹۰ فیصدی ناکام ہو تو آپ روحانی لحاظ سے یہ بات کس طرح برداشت کر سکتے ہیں کہ آپ کے گھر میں قرآن کریم کی برکات میں سے صرف دس فیصدی نازل ہو۔ اور نوّے فیصدی برکات سے آپ ہمیشہ کے لئے محروم رہیں۔ پس آپ اپنی جانوں، اپنی نسلوں اور اپنے گھروں پر رحم کرتے ہوئے

جلد سے جلد اس طرف متوجہ ہوں

اور اپنے آپ کو رضاکارانہ طور پر اس اہم کام کے لئے پیش کریں اور کوشش کریں کہ ہر

وقفِ رخصت کی اہمیّت

سرکاری ملازمین جن کی تین ماہ کی رخصتیں جمع پڑی ہیں یا قریب کے زمانہ میں ہونے والی ہوں اور وہ سلسلہ کی خدمت کے لئے ان رخصتوں کو وقف کر دیں .... پھر ہم انہیں جہاں چاہیں تبلیغ کے لئے بھجوا دیں .... اس طرح تبلیغ کے لئے اچھی خاصی طاقت حاصل ہو سکتی ہے

"ان کے متعلق میری سکیم یہ ہے کہ ان کو ایسی جگہ بھیجیں جہاں احمدی جماعتیں نہیں جہاں تین ماہ اکیلا احمدی رہے گا جس کا دن رات کام تبلیغ کرنا ہوگا۔ ناممکن ہے کہ وہاں خدا تعالیٰ کے فضل سے نئی جماعت قائم نہ ہو جائے"

(مطالبات تحریک جدید)

(ارشادات حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

جماعت چاہے وہ شہری ہو یا دیہاتی ایک سال کے اندر اندر اس کام کا بیشتر حصہ تکمیل تک پہنچا دے اور دو یا تین سال تک ہمیں یہ نقارہ نظر آئے کہ کوئی احمدی ایسا نہ رہے جو قرآن کریم ناظرہ نہ پڑھ سکتا ہو۔ اور کثرت سے ایسے احمدی ہوں جو

قرآن کریم کا ترجمہ بھی جانتے ہوں

جب تک ہم اس میں کامیاب نہیں ہو جاتے اس وقت تک نہ ہمیں کوئی دنیوی ترقی حاصل ہو سکتی ہے اور نہ روحانی لحاظ سے ہم سُرخرو ہو سکتے ہیں کیونکہ فیوضِ آسمانی کا سرچشمہ ہم نے اپنے لئے بند کر لیا ہے۔ پھر ہم وہ آبِ بقا کہاں سے حاصل کریں گے جو صرف قرآنِ کریم سے حاصل ہو سکتا ہے پس

قرآن کریم کی قدر کریں

اور اس کی عظمت کو اپنے دلوں اور اپنے ماحول میں قائم کریں۔ اس کی بلندیوں تک پہنچنے کا اپنے آپ کو اہل بنائیں۔ اگر آپ ایسا کریں گے تو آپ قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کی طرح ستاروں سے بھی بلند تر ہوتے چلے جائیں گے آپ خدا تعالےٰ کی خوشنودی حاصل کرنے والے ہوں گے - خدا تعالےٰ کے قرب کے دروازے آپ کے لئے کھولے جائیں گے۔ اس کی رضا کی جنت آپ کو حاصل ہو گی۔ اللہ تعالےٰ

قرآن کریم سے پیار کرنے کے نتیجہ میں

آپ سے پیار کرنے لگ جائے گا۔ رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے جب ہم محبت کا دعویٰ کرتے ہیں تو اس کے معنے یہ ہوتے ہیں کہ ہم آپ کے پیار کو دوسری تمام چیزوں کے پیار پر ترجیح دیتے ہیں ہم آپ کی لائی ہوئی تعلیم کے ہر حصّہ کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں اور اس پر عمل کرنے کی اپنی طرف سے پوری کوشش کرتے ہیں۔ اگر ہم ایسا نہیں کرتے تو ہمارا آپؐ سے محبت کا دعوےٰ محض کھوکھلا دعویٰ ہو گا۔ ہم منہ سے تو آپؐ کی محبت کا دعوےٰ کریں گے لیکن عملی طور پر آپؐ کی کسی ہدایت پر عمل کرنے کے لئے تیار نہیں۔ نہ دنیا ہمارے اس دعوےٰ کو تسلیم کرنے کے لئے تیار ہو گی اور نہ خدا تعالےٰ کی نگاہ میں ہمارا دعوےٰ مقبول ہو گا۔ کیونکہ آپؐ سے محبت کے دعوےٰ کا مطلب ہی یہ ہے کہ ہم آپؐ کے ہر اشارہ پر اپنی جان دینے کے لئے ہر وقت تیار رہیں۔ جہاں بھی آپؐ کی کوئی خواہش نظر آئے ہم اسے پورا کرنے کے لئے تیار ہوں۔ ہمیں اس بات کی ضرورت نہ ہو کہ اس کی حکمت ہماری سمجھ میں آجائے، یا اس کا فلسفہ ہمارے سامنے رکھا جائے۔ اس کے منافع ہمیں بتائے جائیں یا اس کے مضرات سے بچنے کی وجوہات کی طرف ہمیں متوجہ کیا جائے

ہمارے لئے صرف اسی قدر کافی ہو

کہ یہ آپ صلعم کی خواہش ہے اور ہم اس خواہش کو پورا کرنے کے لئے ہر وقت تیار ہیں، چاہے اس رستہ میں ہمیں جان بھی قربان کرنی پڑے۔ کیونکہ محبت کا تقاضا ہی یہی ہے۔ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ وہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے محبت تو کرتا ہے لیکن وہ آپؐ کی کوئی بات ماننے کے لئے تیار نہیں تو آپ اسے پاگل کہیں گے دنیا اس کی محبت کے دعویٰ کو تسلیم نہیں کرے گی۔ کیونکہ آپؐ سے محبت کے دعوےٰ کا مطلب ہی یہ ہے کہ ہم آپ کی ہر خواہش پر اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار ہیں۔ پس جب ہم محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے محبت کا دعوےٰ کرتے ہیں تو ہمیں آپؐ کی ہر خواہش کو پورا کرنا ہو گا آپؐ نے ہم سے کس بات کی خواہش کی ہے؟ آپؐ نے ہم سے یہ خواہش کی ہے کہ ہم قرآن کریم پر اسی طرح عمل کریں جس طرح آپؐ نے عمل کر کے دکھایا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے جب سوال کیا گیا کہ آپؐ کے اخلاق کیسے تھے۔ آپؓ نے فرمایا

كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنُ

(مسند احمد بن حنبل جلد ۶ صفحہ ۹۱)

آپؐ کے اخلاق کو دیکھنا ہو تو قرآن کریم کو پڑھ لو۔ آپؐ کی ساری زندگی

قرآن کریم کی ہی عملی تصویر ہے

جو کچھ قرآن کریم نے کہا وہ آپؐ نے کر دکھایا۔ گویا آپؐ نے اپنے الفاظ میں بھی ہدایت دے دی اور اپنے عمل سے بھی ہدایت دے دی۔ غرض آپؐ کی ساری زندگی کے سانچہ میں اپنی زندگیوں کو ڈھالنا آپؐ کی محبت کا تقاضا ہے جس کا ہم آپؐ کی ذاتِ مبارک کے متعلق دعوےٰ کرتے ہیں۔ پس اگر آپ اپنے دعوئے محبت میں سچے ہیں۔ اور آپ اپنے نفسوں کو اور خدا تعالےٰ کو دھوکا نہیں دے رہے ہیں تو آپ کے لئے ضروری ہے کہ قرآن کریم کو خود بھی سمجھیں اور اس پر عمل کریں۔ اور اپنے بچوں اور دوسرے ان لوگوں کو بھی جن کی

ذمہ داری آپ پر ہے

قرآن کریم پڑھائیں اور ان کو اس قابل بنا دیں کہ وہ قرآن کریم کے معانی سمجھ سکیں۔ اور ان کی تربیت اس رنگ میں کریں کہ جب بھی قرآن کریم کی آواز ان کے کان میں پڑے تو دنیا کی کوئی طاقت اس پر لبیک کہنے سے انہیں نہ روک سکے۔ اگر ہم اپنے اس فرض کو پوری طرح اور خوش اسلوبی سے انجام دینے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ تو

خدا تعالیٰ کے افضال اور اس کی رحمتیں

جہاں ہم پر نازل ہوں گی وہاں وہ ہماری آئندہ نسل پر بھی نازل ہوں گی۔ اور اگر ہمارے بعد آنے والی نسل بھی اپنی ذمہ داریوں کو اسی طرح سمجھے جس طرح ہمیں سمجھنا چاہیئے۔ اور وہ انہیں اسی طرح نبھائے جس طرح ہمیں نبھانا چاہیئے۔ تو پھر اللہ تعالےٰ کے افضال، اس رحمتیں اور اس کی نعمتیں نسلاً بعد نسلٍ احمدیت میں جاری وساری رہیں گی۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو اور خدا کرے کہ ہمارے دلوں میں

قرآن کریم کی عظمت قائم ہو جائے

اور پھر ایسے رنگ میں قائم ہو جائے کہ ہم خود بھی اس پر عمل کرنے والے ہوں اور اپنی نسلوں کی بھی اس رنگ میں تربیت کرنے والے ہوں کہ وہ بھی

قرآن کریم کی عاشق

اور فدائی ہوں۔ اس پر اپنی جانیں نچھاور کرنے والی ہوں اور اس کی ہدایت کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالنے والی ہوں۔ آمین ؂

تمام فلاح اور نجات کا سرچشمہ قرآن ہے

ارشاد حضرت مسیح موعود علیہ السلام

"جو شخص قرآن کریم کے سات سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے پر بند کرتا ہے حقیقی اور کامل نجات کی راہیں قرآن نے کھولیں۔ باقی سب اسی کے ظل تھے۔ سو تم قرآن کو تدبر سے پڑھو اور اس سے بہت ہی پیار کرو۔ ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو۔"

(کشتیٔ نوح صفحہ ۲۴)

"تمہاری تمام فلاح اور نجات کا سرچشمہ قرآن میں ہے کوئی بھی تمہاری ایسی دینی ضرورت نہیں جو قرآن میں نہیں پائی جاتی۔ تمہارے ایمان کا مصدق یا مکذب قیامت کے دن قرآن ہے۔ اور بجز قرآن کے آسمان کے نیچے اور کوئی کتاب نہیں جو بلاواسطہ قرآن تمہیں ہدایت دے سکے۔ خدا نے تم پر بہت احسان کیا ہے کہ قرآن جیسی کتاب تمہیں عنایت کی۔"

(کشتیٔ نوح صفحہ ۲۴-۲۵)

لاکھوں مقدسوں کا یہ تجربہ ہے کہ قرآن شریف کے اتباع سے برکات الٰہی دل پر نازل ہوتی ہیں۔ اور ایک عجیب پیوند مولےٰ کریم سے ہو جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ کے انوار اور الہام ان کے دلوں پر اترتے ہیں اور معارف اور نکات ان کے منہ سے نکلتے ہیں۔ ایک قوی توکل ان کو عطا ہوتا ہے اور ایک محکم یقین ان کو دیا جاتا ہے . . . . اور ایک لذیذ محبتِ الٰہی جو لذتِ وصال سے پرورش یاب ہے ان کے دلوں میں رکھی جاتی ہے۔ اگر ان کے وجود کو ہاون مصائب میں پیسا جائے اور سخت شکنجوں میں دے کر نچوڑا جائے تو ان کا عرق بجز حبِ الٰہی کے اور کچھ نہیں۔ دنیا ان سے ناواقف اور وہ دنیا سے دور تر و بلند تر ہیں۔ خدا کے معاملات ان سے خارق عادت ہیں۔ انہیں پر ثابت ہوا ہے کہ خدا ہے۔ انہیں پر کھلا ہے کہ ایک ہے۔ جب وہ دعا کرتے ہیں تو وہ ان کی سنتا ہے۔ جب وہ پکارتے ہیں تو وہ ان کو جواب دیتا ہے۔ جب وہ پناہ چاہتے ہیں تو وہ ان کی طرف دوڑتا ہے۔ وہ باپوں سے زیادہ ان سے پیار کرتا ہے اور ان کے در و دیوار پر برکتوں کی بارش برساتا ہے۔ پس وہ اس کی ظاہری و باطنی و روحانی و جسمانی تائیدوں سے شناخت کئے جاتے ہیں اور وہ ہر یک میدان میں ان کی مدد کرتا ہے۔ کیونکہ وہ اس کے اور وہ ان کا ہے (سرمہ چشم آریہ حاشیہ صفحہ ۲۳-۲۴)

تحریکِ وقفِ ایّام

> "وہ دوست جنہیں اللہ تعالےٰ توفیق دے ، سال میں دو ہفتے سے لے کر چھ ہفتے تک کا عرصہ خدمتِ دین کے لئے وقف کریں"
> (ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز)

اس حقیقت سے جماعتِ احمدیہ کا ہر فرد واقف ہے کہ اسلام اور احمدیت کی ترقی فریضۂ تبلیغ کی بجا آوری کے ساتھ وابستہ ہے اور ترقی کا راز یہ ہے کہ ہر احمدی میدانِ تبلیغ میں دیوانہ وار مصروفِ عمل نظر آئے۔ اور بھولی بھٹکی روحوں کو آستانۂ الہٰی کی طرف کھینچ لانے کا موجب بنے۔ پس جہاں غلبۂ اسلام لانے کے لئے ہر فردِ جماعت کو اپنی مساعی کے تیز تر کرنے کی ضرورت ہے وہاں اس امر کی بھی ضرورت ہے کہ جماعتوں کے افراد کی بہتر رنگ میں تعلیم ، تربیت اور اصلاح کی طرف بھی خاص توجہ دی جائے جماعت احمدیہ میں نئے داخل ہونے والے احباب اور جماعت کی نئی نسل کو ایمان و اخلاص اور علم و معرفت کے اعلےٰ مقام تک پہنچانے کے لئے ان کی اصلاح و تربیت کا کام بھی بڑا اہم اور ضروری ہے

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے فریضۂ تبلیغ اور جماعتی تربیت و اصلاح کے اہم امور کی بجا آوری کے لئے احبابِ جماعت سے اوقات کی قربانی کا مطالبہ فرمایا ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے خطبہ جمعہ مورخہ ۱۸ مارچ ۱۹۶۶ء میں جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ :-

"........ اس وقت میں دوستوں کی خدمت میں کہنا چاہتا ہوں کہ خلیفۂ وقت کا سرمایہ اور خزانہ وہ مال ہی نہیں ہوا کرتا جو قومی خزانہ میں موجود ہو بلکہ اللہ تعالیٰ احبابِ جماعت کے دلوں میں خلیفۂ وقت کے لئے جو محبت اور اخلاص کا جذبہ اور تعاون کی روح پیدا کرتا ہے وہی خلیفۂ وقت کا خزانہ ہوتا ہے اور اس سلسلہ میں اللہ تعالےٰ نے مجھے اتنا دیا ہے کہ میں وہ الفاظ نہیں پاتا جن سے میں اس کا شکریہ ادا کر سکوں۔ لیکن جہاں احبابِ جماعت مالی قربانیوں میں دن بدن آگے بڑھتے چلے جا رہے ہیں وہاں انہیں اپنے اوقات کی قربانی کی طرف بھی زیادہ متوجہ ہونا چاہیئے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ جماعت کا ایک حصہ اس وقت بھی وقت کی قربانی میں قابلِ رشک مقام پر کھڑا ہے میں نے خود باہر کی جماعتوں میں دیکھا ہے کہ بعض جماعتوں کے عہدیداران اپنے مختلف دنیوی کاموں سے فارغ ہونے کے بعد دو دو تین تین ، بلکہ بعض دفعہ پانچ پانچ چھ چھ گھنٹے روزانہ جماعتی کاموں کے لئے دیتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ انہیں جزائے خیر عطا کرے۔ لیکن کسی مقام پر کھڑے ہونے سے کسی مذہبی اور روحانی سلسلہ کی تسلی نہیں ہوتی۔ مومن کا دل ہر وقت یہی چاہتا ہے کہ میں ایک دم کے لئے بھی کھڑا نہ ہوں بلکہ آگے ہی آگے بڑھتا چلا جاؤں۔ پھر جماعت کا ایک حصہ ایسا بھی تو ہے جو وقت کی قربانی کی طرف زیادہ متوجہ نہیں۔ غرض وقت کی قربانی کی طرف زیادہ توجہ کی ضرورت ہے۔ اور اس کے لئے میں جماعت کو یہ تحریک کرتا ہوں کہ وہ دوست جن کو اللہ تعالیٰ توفیق دے سال میں دو ہفتے سے چھ ہفتے تک کا عرصہ دین کی خدمت کے لئے وقف کریں اور انہیں جماعت کے مختلف کاموں کے لئے جس جس جگہ بھجوایا جائے وہاں وہ اپنے خرچ پر جائیں اور ان کے لئے وقف شدہ عرصہ میں سے جس قدر عرصہ انہیں وہاں رکھا جائے اپنے خرچ پر رہیں۔ اور جو کام ان کے سپرد کیا جائے اسے بجالانے کی پوری کوشش کریں۔ میں جانتا ہوں کہ بعض دوست مالی لحاظ سے زیادہ لمبا سفر کرنے کی طاقت نہیں رکھتے اس لئے جو دوست دو ہفتہ سے چھ ہفتہ تک کا عرصہ میری اس تحریک کے نتیجہ میں وقف کریں وہ ساتھ ہی یہ بھی لکھ دیں کہ ہم مثلاً سو میل تک اپنے خرچ پر سفر کرنے کے قابل ہیں یا دو سو میل یا چار سو میل یا پانچ سو میل اپنے خرچ پر سفر کر سکتے ہیں۔ بہرحال جس قدر بھی ان کی مالی استطاعت ہو وہ ذکر کر دیں تا انہیں اس کے مطابق جگہوں پر بھجوایا جا سکے۔

بڑے بڑے کام جو ان دوستوں کو کرنے پڑیں گے ان میں سے ایک تو قرآن کریم ناظرہ پڑھنے اور قرآن کریم کا ترجمہ پڑھنے کی جو مہم جماعت میں جاری کی گئی ہے اس کی انہیں نگرانی کرنی ہوگی اور اسے منظم کرنا ہوگا۔ دوسرے بہت سی جماعتوں کے متعلق ایسی شکایتیں بھی آتی رہتی ہیں کہ ان میں سے بعض دوست ایمانی لحاظ سے یا جماعتی کاموں کے لحاظ سے اتنے چست نہیں جتنا ایک احمدی کو ہونا چاہیئے۔ ان دوستوں سے ایسے احباب کی اصلاح اور تربیت کا کام بھی لیا جائے گا اور ان سے کہا جائیگا کہ وہ ایسی جماعتوں کے سست اور غافل افراد کو چست کرنے کی کوشش کریں۔ میں سمجھتا ہوں کہ

اچھا احمدی ہونے کے لئے یہ بھی ضروری ہے

کہ وہ اچھا شہری بھی ہو۔ لیکن بہت سے دوست چھوٹی چھوٹی باتوں پر آپس میں جھگڑتے اور لڑتے رہتے ہیں۔ اور یہ بات ایک احمدی کے لئے کسی صورت میں بھی مناسب نہیں۔ جب یہ جھگڑے اور لڑائیاں لمبی ہو جاتی ہیں تو جماعت میں کمزوری پیدا ہو جاتی ہے۔ پس جن دوستوں کو اللہ تعالےٰ دو ہفتے سے چھ ہفتے تک کا عرصہ میری اس تحریک پر وقف کرنے کی توفیق دے انہیں ان باتوں کی طرف بھی توجہ دینا ہوگی۔ اور جماعت کے دوستوں کے باہمی جھگڑوں کو نپٹانے کی ہر ممکن کوشش کرنا ہوگی۔ باہر سے جب دوست کسی جماعت میں جائیں گے تو طبعی طور پر وہاں کے مقامی احمدی خیال کریں گے کہ ہماری غفلتوں اور کوتاہیوں کی وجہ سے ہمیں ایک ایسے دوست کے سامنے شرمندہ ہونا پڑا ہے جو ہماری مقامی جماعت سے تعلق نہیں رکھتا بلکہ دور کے علاقہ سے ہمارے پاس آیا ہے اور اس طرح ایک فضا صلح کی پیدا ہو جائے گی۔......

دوست جلد اس طرف متوجہ ہوں اور اپنے اوقات وقف کریں

...... جو دوست گورنمنٹ یا کسی ادارہ کے ملازم ہوں ان کو سال میں کچھ عرصہ کی رخصتوں کا حق حاصل ہوتا ہے۔ وہ اپنی یہ رخصتیں اپنے لئے یا اپنوں کے لئے لینے کی بجائے اپنے رب کے لئے حاصل کریں اور انہیں اس منصوبہ کے ماتحت خرچ کریں۔

اسی طرح کالجوں کے پروفیسر اور لیکچرار، سکولوں کے اساتذہ، کالجوں کے سمجھدار طلبار بھی اپنی رخصتوں کے ایام اس منصوبہ کے ماتحت کام کرنے کے لئے پیش کریں۔ سکولوں کے بعض طلبار بھی اس قسم کے بعض کام کر سکتے ہیں۔ کیونکہ سکولوں کے

بعض طلبار ایسے بھی ہوتے ہیں

جو اپنی صحت اور عمر کے لحاظ سے اس قابل ہوتے ہیں کہ اس قسم کی ذمہ داریاں ادا کر سکیں۔ ان کو بھی اپنے نام اس تحریک کے سلسلہ میں پیش کر دینے چاہئیں بشرطیکہ وہ اپنا خرچ خود برداشت کر سکتے ہوں۔ کیونکہ میں اس اسکیم کے نتیجہ میں جماعت (مرکز) پر کوئی مالی بار نہیں ڈالنا چاہتا۔ غرض جو دوست اپنے خرچ پر کام کر سکتے ہوں اور جنہیں اللہ تعالےٰ اپنے خرچ پر کام کرنے کی توفیق عطا کرے ان کو اس منصوبہ میں رضاکارانہ خدمات کے لئے اپنے نام پیش کر دینے چاہئیں

یہ کام بڑا اہم اور ضروری ہے اور

اس کی طرف جلد توجہ کی ضرورت ہے

کیونکہ بہت سی جماعتیں ایسی ہیں جن میں ، یا مجھے یوں کہنا چاہیئے کہ ان کے ایک حصہ میں ایک حد تک کمزوری پیدا ہو گئی ہے ۔ اور اس کمزوری کو دور کرنا اور جلد سے جلد دور کرنا

ہمارا پہلا فرض ہے

اگر ہم تبلیغ کے ذریعہ نئے احمدی تو پیدا کرتے چلے جائیں لیکن تربیت میں بے توجہی کے نتیجہ میں پہلے احمدیوں یا نئی احمدی نسل کو کمزور ہونے دیں تو ہماری طاقت اتنی نہیں بڑھ سکتی جتنی اس صورت میں بڑھ سکتی ہے کہ پیدائشی احمدی پرانے اور نو احمدی بھی اپنے اخلاص میں ایک اعلیٰ اور بلند مقام پر قائم ہوں ۔ پھر ہماری یہ کوشش ہو کہ وہ لوگ جو صداقت سے محروم ہیں ان تک صداقت پہنچے اور ہم دعا کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں کو اس

صداقت کے قبول کرنے کی توفیق

عطا کرے ۔ غرض جو منصوبہ میں نے اس وقت جماعت کے سامنے بڑے مختصر الفاظ میں پیش کیا ہے وہ تربیتی میدان کا منصوبہ ہے ۔ ہمیں اس پر عمل کر کے سب جماعتوں اور سارے احمدیوں کو تدبیر اور دعا کے ذریعہ سے چست کرنے کی کوشش کرنا چاہیئے ۔

وما التوفیق الا باللہ

احبابِ کرام !

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اس اہم ارشادِ عالیہ پر لبیک کہتے ہوئے مخلصینِ جماعت سے تحریک

" وقفِ ایام برائے تبلیغ و جماعتی تربیت و اصلاح "

کے لئے دو ہفتے سے لے کر چھ ہفتے تک کا عرصہ وقف کرنے کی درخواست کی جاتی ہے ۔

اس تحریک میں کاروباری احباب ، ملازمت پیشہ ، پروفیسر ، لیکچرار ، سکولوں کے اساتذہ اور کالجوں کے سمجھدار طلباء کو اپنے نام پیش کرنے چاہئیں ۔

جہاں تک تبلیغی جدوجہد کا تعلق ہے اس وسیع و عریض ملک میں بہت سے ایسے علاقے ہیں جہاں ابھی تک جماعتیں قائم نہیں اور نہ ہی مبلغ متعین کئے جا سکے ہیں ۔ اگر مخلصینِ جماعت حضور کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے آگے بڑھیں ۔ تو راجستھان گجرات ، مدھیہ پردیش ، ہماچل پردیش آسام ، پنجاب اور ہندوستان کے بہت سے دوسرے علاقوں میں ، جہاں یا تو سرے سے ہمارا کوئی مشن قائم نہیں یا صرف ایک مبلغ موجود ہے اس تحریک کے مطابق تبلیغ کو وسعت دی جا سکتی ہے ۔

جہاں تک جماعتوں کی اصلاح و تربیت کا تعلق ہے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشادِ عالی کے مطابق اسے بھی بروئے کار لانا اس تحریک کا اہم مقصد ہوگا ۔

پس دوستوں کو چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے اسلام و احمدیت کی خدمت کے جذبہ کے تحت وقفِ ایام کی تحریک میں حصہ لیں ۔ سیکرٹریانِ تبلیغ کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ اپنی جماعت کے اس تحریک میں حصہ لینے والے دوستوں کی جلد از جلد فہرستیں مرتب کر کے نظارت دعوۃ و تبلیغ قادیان میں بھجوا دیں ۔ تاکہ ان کو جلد از جلد نئے علاقوں میں تبلیغ کے لئے اور جن جماعتوں میں تربیت و اصلاح کی ضرورت ہے وہاں بھجوایا جا سکے ۔

یہ امر یاد رہے کہ اس مبارک تحریک میں حصہ لینے والے احباب کو سفر اور قیام و طعام کے اخراجات حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق ذاتی طور پر برداشت کرنے ہوں گے ۔

جو دوست معروف الاوقات ہوں اور مجبوری حالات باوجود تبلیغ و جماعتوں کی تربیت و اصلاح کے کام سرانجام دینے کی تڑپ رکھنے کے خود وقت نہ دے سکتے ہوں اور نہ باہر جا سکتے ہوں وہ تبلیغ بدل کے طور پر اپنے اخراجاتِ سفر اور قیام و طعام کے تخمینہ سے نظارت دعوۃ و تبلیغ کو اطلاع دیں تا مرکز ان کی پیشکش کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ان کی طرف سے کسی علاقہ میں تبلیغ و تربیت کا کام کسی اور دوست کے ذریعہ کروا سکے ۔ خاص مجبوری کی صورت میں اس طریق پر عمل کر کے ایسے افراد بھی ثواب حاصل کر سکتے ہیں ۔

لیکن یہ اجازت خاص استثنائی حالات میں ہوگی ۔ اصل قربانی یہی ہے کہ دوست تبلیغ اور جماعتوں کی تربیت و اصلاح کے کام سرانجام دینے کے لئے خود اپنے آپ کو پیش کریں ۔

ذیل میں تحریک میں حصہ لینے والوں کے لئے کوائف کا خاکہ دیا جاتا ہے ۔ اس کے مطابق عہدیدارانِ جماعت فارم بنا کر اور وعدہ کنندگان کی فہرستیں تیار کر کے جلد از جلد ارسال فرمائیں ۔ تاکہ نظارت دعوۃ و تبلیغ حضور ایدہ اللہ کی تحریک پر عملدرآمد کرتے ہوئے اس تبلیغی و تربیتی منصوبہ کو پایۂ تکمیل تک پہنچا سکے ۔

اس تحریک پر لبیک کہتے ہوئے جو دوست تبلیغ کے لئے باہر جائیں گے انہیں تبلیغی لٹریچر نظارت دعوۃ و تبلیغ مہیا کرے گی ۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

نمونہ فارم وعدہ کنندگان وقفِ ایام نیچے ملاحظہ فرمایا جائے

فارم وعدہ کنندگان وقفِ ایام (نمونہ)

نام وعدہ کنندہ مع پورا پتہ	تعلیمی کوائف دینی و دنیوی معلومات	دو ہفتے سے لیکر چھ ہفتے تک وقف — اس امر کی وضاحت کریں کہ کتنے ہفتے اور کن ایام میں وقف کریں گے	وضاحت فرمائیں کہ کتنے فاصلہ تک اپنے خرچ پر سفر کرنے کے قابل ہیں	اس سکیم میں خود حصہ لینا چاہتے ہیں یا مالی پیشکش کرکے اپنے بدل کے ذریعہ	کیفیت

تبلیغ کا جہاد فرض ہے

پس جبکہ تبلیغ ایک جہاد ہے اور یہ جہاد ہر شخص پر فرض ہے تو جو شخص اتنے اہم فریضے کو ترک کرتا ہے اس کے گنہگار ہونے میں کیا شبہ ہو سکتا ہے

(ارشاد حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

(مطالبات تحریکِ جدید صفحہ ۱۶)

اپ کی تلاش ہے

اس وقت دینی خدمت بجا لانے کے لئے ایسے افراد کی ضرورت ہے جو دنیا میں روحانی انقلاب پیدا کرنے کی قابلیت رکھتے ہوں اور جن کی مجاہدانہ کوششوں سے موجودہ اسلامی معاشرے کی مردہ رگوں میں حیاتِ نو سرایت کر سکتی ہو۔ ایسے معیاری کارکن تیار کرنے کے لئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک ضروری اعلان درج کیا جاتا ہے:-

آپ کی تلاش ہے

۱- کیا آپ محنت کرنا جانتے ہیں؟ اتنی محنت کہ تیرہ چودہ گھنٹے دن میں کام کر سکیں۔

۲- کیا آپ سچ بولنا جانتے ہیں؟ اتنا کہ کسی صورت میں آپ جھوٹ نہ بول سکیں۔ آپ کے سامنے آپ کا گہرا دوست اور عزیز بھی جھوٹ نہ بول سکے۔ آپ کے سامنے کوئی اپنے جھوٹ کا بہادرانہ قصہ سنائے تو آپ اس پر اظہارِ نفرت کئے بغیر نہ رہ سکیں۔

۳- کیا آپ جھوٹی عزت کے جذبات سے پاک ہیں؟ گلیوں میں جھاڑو دے سکتے ہیں۔ بوجھ اٹھا کر گلیوں میں پھر سکتے ہیں؟ بلند آواز سے ہر قسم کے اعلان بازاروں میں کر سکتے ہیں؟ سارا دن پھر سکتے ہیں اور ساری رات جاگ سکتے ہیں؟

۴- کیا آپ اعتکاف کر سکتے ہیں؟ جس کے معنے ہوتے ہیں (الف) ایک جگہ دنوں بیٹھے رہنا (ب) گھنٹوں بیٹھے وظیفہ کرتے رہنا (ج) گھنٹوں اور دنوں کسی انسان سے بات نہ کرنا۔

۵- کیا آپ سفر کر سکتے ہیں؟ اکیلے اپنا بوجھ اٹھا کر، بغیر اس کہ آپ کی جیب میں کوئی پیسہ ہو۔ دشمنوں اور مخالفوں میں، ناواقفوں اور ناآشناؤں میں۔ دنوں ہفتوں اور مہینوں۔

۶- کیا آپ اس بات کے قائل ہیں کہ بعض آدمی ہر شکست سے بالا ہوتا ہے وہ شکست کا نام سننا ہی پسند نہیں کرتا وہ پہاڑوں کو کاٹنے کیلئے تیار ہو جاتا ہے۔ وہ دریاؤں کو کھینچ لانے پر آمادہ ہو جاتا ہے اور کیا آپ سمجھتے ہیں کہ آپ اس قربانی کیلئے آمادہ ہو سکتے ہیں؟

۷- کیا آپ میں ہمت ہے کہ سب دنیا کہے نہیں، اور آپ کہیں ہاں۔ آپ کے چاروں طرف لوگ ہنسیں اور آپ سنجیدگی قائم رکھیں۔ لوگ آپ کے پیچھے دوڑیں اور کہیں ٹھہر تو جا، ہم تجھے ماریں گے اور آپ کا قدم بجائے دوڑنے کے ٹھہر جائے۔ اور آپ انکی طرف سر جھکا کر کہیں کہ لو مار لو۔ آپ کسی کی نہ مانیں کیونکہ لوگ جھوٹ بولتے ہیں۔ مگر آپ سب سے منوالیں کیونکہ آپ سچے ہیں۔

۸- آپ یہ نہ کہتے ہوں کہ میں نے محنت کی مگر خدا تعالیٰ نے مجھے ناکام کر دیا بلکہ ہر ناکامی کو اپنا قصور سمجھتے ہوں۔ آپ یقین رکھتے ہوں کہ جو محنت کرتا ہے کامیاب ہوتا ہے اور جو کامیاب نہیں ہوتا اس نے محنت ہرگز نہیں کی۔

اگر آپ ایسے ہیں تو آپ اچھا مبلغ اور اچھا تاجر ہونے کی قابلیت رکھتے ہیں۔ مگر آپ ہیں کہاں؟ خدا کے ایک بندہ کو آپ کی دیر سے تلاش ہے۔ اے احمدی نوجوان! ڈھونڈ اس شخص کو اپنے صوبے میں۔ اپنے شہر میں۔ اپنے محلے میں۔ اپنے گھر میں۔ اپنے دل میں۔ کہ اسلام کا درخت مرجھا رہا ہے۔ اسی کے خون سے وہ دوبارہ سرسبز ہوگا۔

خدا کے لئے مردِ میداں بنو تم
کہ اسلام چاروں طرف سے گھرا ہے

مرزا محمود احمد

قرآن کریم غیر محدود حقائق معارف اور علوم پر مشتمل ہے

ارشاداتِ عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

۱ ۔ قرآن کریم بجائے خود ایک معجزہ ہے اور بڑی بھاری وجہ اعجاز کی اس میں یہ ہے کہ وہ جامع حقائق غیر متناہیہ ہے۔ مگر بغیر وقت کے وہ ظاہر نہیں ہوتے ۔ جیسے جیسے وقت کی مشکلات تقاضا کرتی ہیں وہ معارف خفیہ ظاہر ہوتے جاتے ہیں (ازالہ اوہام صفحہ ۲۷۷)

۲ ۔ جاننا چاہیئے کہ کھلا کھلا اعجاز قرآن شریف کا جو ہر ایک قوم اور ہر ایک اہلِ زبان پر روشن ہو سکتا ہے جس کو پیش کر کے ہم ہر ایک آدمی کو خواہ ہندی ہو یا پارسی یا یورپین یا امریکن یا کسی اور ملک کا ہو ، ملزم و ساکت ولاجواب کر سکتے ہیں وہ غیر محدود معارف و حقائق و علوم حکمیہ قرآنیہ ہیں جو ہر زمانہ میں اس زمانہ کی حاجت کے موافق کھلتے جاتے ہیں اور ہر ایک زمانہ کے خیالات کا مقابلہ کرنے کے لئے مسلح سپاہیوں کی طرح کھڑے ہیں۔ اگر قرآن شریف اپنے حقائق و دقائق کے لحاظ سے ایک محدود چیز ہوتی تو ہرگز وہ معجزہ تامہ نہیں ٹھہر سکتا تھا ۔ فقط بلاغت و فصاحت ایسا امر نہیں ہے جس کی اعجازی کیفیت ہر ایک خواندہ ناخواندہ کو معلوم ہو۔ کھلا کھلا اعجاز اس کا تو یہی ہے کہ وہ غیر محدود معارف و دقائق اپنے اندر رکھتا ہے ۔ جو شخص قرآن شریف کے اس اعجاز کو نہیں مانتا وہ علم قرآن سے سخت بے نصیب ہے ومن لم یؤمن بذالک الاعجاز فواللہ ما قدر القرآن حق قدرہ وما عرف اللہ حق معرفتہ وما وقر الرسول حق توقیرہ

(ازالہ اوہام صفحہ ۳۰۷-۳۰۸)

۳ ۔ یقیناً یاد رکھو کہ قرآن شریف میں غیر محدود معارف و حقائق کا اعجاز ایسا کامل اعجاز ہے جس نے ہر ایک زمانہ میں تلوار سے زیادہ کام کیا ہے اور ہر ایک زمانہ میں اپنی نئی حالت کے ساتھ جو کچھ شبہات پیش کرتا ہے یا جس قسم کے اعلیٰ معارف کا دعویٰ کرتا ہے اس کی پوری مدافعت اور پورا الزام اور پورا پورا مقابلہ قرآن شریف میں موجود ہے کوئی شخص برہمو ہو یا بدھ مذہب والا یا آریہ یا کسی اور رنگ کا فلسفی کوئی ایسی الٰہی صداقت نہیں نکال سکتا جو قرآن شریف میں پہلے سے موجود نہ ہو ۔ قرآن شریف کے عجائبات کبھی ختم نہیں ہو سکتے ۔ اور جس طرح صحیفۂ فطرت کے عجائب و غرائب خواص کسی پہلے زمانہ تک ختم نہیں ہو چکے بلکہ جدید در جدید پیدا ہوتے جاتے ہیں یہی حال ان صحفِ مطہرہ کا ہے تا خدائے تعالیٰ کے قول اور فعل میں مطابقت ثابت ہو

(ازالہ اوہام صفحہ ۳۰۹ تا ۳۱۱)

۴ ۔ یقیناً قرآن کریم تمام تعلیمیں اپنے اندر لئے ہوئے ہے اور اس نے تفہیم کے فرض کو پورے طور پر ادا کیا ہے اور وہ اولین و آخرین کے علوم پر مشتمل ہے ۔ وہ اپنے بلند مرتبہ کی وجہ سے کسی حوض کی طرح نہیں بلکہ سمندروں کی مانند ہے اور ہر پانی کے بڑے ذخیرے پر اپنے وسیع دامن کی وجہ سے فوقیت رکھتا ہے ۔ اور اس میں نور بصر سے بھی زیادہ مصفیٰ نور ہے اور وہ ہر قسم کی میل کچیل سے مبرا ہے ۔ اس میں پاک صحیفے اور مضبوط کتابیں ہیں اور پسندیدہ حکمتیں ہیں جو حسنِ بیان اور شاندار بلاغت کے ساتھ مشاہدہ کرنے والوں کو خوش کرتی ہیں ۔ وہ اپنی فصاحت و بلاغت ، بلند مرتبہ معارف اور پوشیدہ نکات کی وجہ سے ایک عظیم معجزہ ہے

(ترجمہ از عربی ۔ نور الحق جلد اول صفحہ ۱۳۵-۱۳۶)

۵ ۔ قرآن کریم اپنی بلاغت و فصاحت ہی کی رو سے بے نظیر نہیں بلکہ اپنی اُن تمام خوبیوں کی رو سے بے نظیر ہے جن خوبیوں کا جامع وہ خود اپنے تئیں قرار دیتا ہے ۔ اور یہی صحیح بات بھی ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے جو کچھ صادر ہوا ہے اس کی صرف ایک خوبی ہی بے مثل نہیں ہونی چاہیئے بلکہ ہر یک خوبی بے مثل ہوگی ۔ بلا شبہ جو لوگ قرآن کریم کو غیر محدود حقائق اور معارف کا جامع نہیں سمجھتے وہ وما قدروا القرآن حق قدرہ میں داخل ہیں ۔

(کرامات الصادقین صفحہ ۱۸)

۶ ۔ قرآن کریم ہر ایک قسم کی تعلیم اپنے اندر رکھتا ہے ۔ ہر ایک غلط عقیدہ یا بُری تعلیم جو دنیا میں ممکن ہے اس کے استیصال کے لئے کافی تعلیم اس میں موجود ہے ۔ یہ اللہ تعالیٰ کی عمیق حکمت و تصرف ہے ۔ (رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء صفحہ ۵)

۷ ۔ روحانی برکات کی یادگار کے لئے قرآن شریف بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ایک دائمی معجزہ دیا گیا جو موجب منطوق آیت فیھا کتب قیمۃ تمام دینی معارف کا جامع ہے ۔ (ایام الصلح صفحہ ۱۵۷)

۸ ۔ قرآن کریم میں سب کچھ ہے مگر جب تک بصیرت نہ ہو کچھ حاصل نہیں ہو سکتا ۔ قرآن شریف کو پڑھنے والا جب ایک سال سے دوسرے سال میں ترقی کرتا ہے تو اپنے گذشتہ سال کو ایسا معلوم کرتا ہے کہ گویا وہ اس وقت طفلِ مکتب تھا ۔ کیونکہ یہ خدا تعالیٰ کا کلام ہے ۔ اور اس میں ترقی بھی ایسی ہی ہے ۔ جن لوگوں نے قرآن شریف کو صرف ذوالوجوہ کہا ہے انہوں نے قرآن شریف کی عزت نہیں کی ۔ قرآن شریف کو ذوالمعارف کہنا چاہیئے ۔ ہر مقام میں سے کئی معارف نکلتے ہیں ۔ اور ایک نکتہ دوسرے نکتہ کا نقیض نہیں ہوتا ۔ مگر زود رنج ، کینہ پرور اور غصہ والی طبائع کے ساتھ قرآن شریف کی مناسبت نہیں ہے ۔ اور نہ ایسوں پر قرآن شریف کھلتا ہے ۔

(الحکم ۱۰ ر مارچ ۱۹۰۱ء)

۹ ۔ قرآن شریف ذوالمعارف ہے اور کئی وجوہ سے اس کے معنے ہوتے ہیں جو ایک دوسرے کی ضد نہیں ۔ اور جس طرح قرآن شریف یک دفعہ نہیں اترا اسی طرح اس کے معارف بھی دلوں پر یک دفعہ نہیں اترتے (نزول المسیح صفحہ ۴۳)

۱۰ ۔ قرآن شریف کی تعلیم پہلی ساری تعلیموں کی متمم اور مکمل ہے

(الحکم ۲۴ ر اپریل ۱۹۰۳ء)

۱۱ ۔ اللہ تعالیٰ نے سچے علوم کا منبع اور سرچشمہ قرآن شریف اس امت کو دیا ہے ۔ جو شخص ان حقائق اور معارف کو پا لیتا ہے جو قرآن شریف میں بیان کئے گئے ہیں اور جو حقیقی تقوے اور خشیۃ اللہ سے حاصل ہوتے ہیں ۔ اسے وہ علم ملتا ہے جو اس کو انبیائے بنی اسرائیل کا مثیل بنا دیتا ہے ۔ . . . . . مسلمانوں نے باوجودیکہ قرآن شریف جیسی بے مثل نعمت ان کے پاس تھی جو ان کو ہر گمراہی سے نجات بخشتی اور ہر تاریکی سے نکالتی ہے لیکن انہوں نے اس کو چھوڑ دیا ۔ اور اس کی پاک تعلیموں کی پروا نہیں کی ۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ اسلام سے بالکل دور جا پڑے ہیں ۔

(الحکم ۱۷-۲۴ ر اگست ۱۹۰۴ء)

۱۲ ۔ یاد رکھو کہ قرآن کریم میں پانسو کے قریب حکم ہیں ۔ اور اس نے تمہارے ہر ایک عضو اور ہر ایک قوت اور ہر ایک وضع اور ہر ایک حالت اور ہر ایک عمر اور ہر ایک مرتبۂ فہم اور مرتبۂ فطرت اور مرتبۂ سلوک اور مرتبۂ انفراد اور اجتماع کے لحاظ سے ایک نورانی دعوت تمہاری کی ہے ۔ سو تم اس دعوت کو شکر کے ساتھ قبول کرو ۔ اور جس قدر کھانے تمہارے لئے تیار کئے گئے ہیں وہ سارے کھاؤ اور سب سے فائدہ حاصل کرو ۔ جو شخص ان سب حکموں میں سے ایک کو بھی ٹالتا ہے میں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ عدالت کے دن مواخذہ کے لائق ہوگا ۔ اگر نجات چاہتے ہو تو دین العجائز اختیار کرو اور مسکینی سے قرآن کریم کا جوا اپنی گردنوں پر رکھو ۔

(ازالہ اوہام حصہ دوم صفحہ ۳۳۶)

۱۳ ۔ قرآن شریف کے بڑے حکم دو ہی ہیں ۔ ایک توحید و محبت و اطاعت باری عز اسمہٗ دوسری ہمدردی اپنے بھائیوں اور اپنے بنی نوع انسان کی ۔ اور ان حکموں کو اس نے تین درجہ پر منقسم کیا ہے جیسا کہ استعدادیں بھی تین ہی قسم کی ہیں ۔ اور وہ آیتِ کریمہ یہ ہے اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی

(ازالہ اوہام جلد دوم صفحہ ۳۳۸)

۱۴ ۔ جب تک انسان ایک پاک تبدیلی نہیں کرتا ہے اور نفس کا تزکیہ نہیں کرتا ۔ قرآن شریف کے معارف اور خوبیوں پر اطلاع نہیں ملتی ۔ قرآن شریف میں وہ نکات اور حقائق ہیں جو روح کی پیاس کو بجھا دیتے ہیں ۔

(ملفوظات احمدیہ صفحہ ۱۴)

۱۵ ۔ ہمارا تو مذہب یہ ہے کہ علوم طبعی جس قدر ترقی کریں گے اور عملی رنگ اختیار کریں گے ۔ قرآن کریم کی عظمت دنیا میں قائم ہوگی ۔

(الحکم ۱۶ ر جولائی ۱۹۰۰ء)

تنزانیہ (مشرقی افریقہ) کے شہر "ٹانگا" میں

جماعت احمدیہ کی طرف سے تعمیر کردہ مسجد احسان کا افتتاح

از جناب ملک احسان اللہ صاحب احمدیہ مسلم مشنری مقیم دار السلام مشرقی افریقہ

الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ تنزانیہ (مشرقی افریقہ) کے شہر ٹانگا میں جماعت احمدیہ کی مساعی سے تعمیر کردہ مسجد احسان پایۂ تکمیل کو پہنچی۔ اور اس کی تقریب افتتاح خدا کے فضل سے بڑی ہی دعاؤں کے ساتھ مورخہ ۱۰ر مارچ ۱۹۶۶ء کو چھ بجے شام عمل میں آئی۔

اس تقریب میں ہندو، مسلمان اور عیسائی احباب بھی شریک ہوئے۔ جہاں کہ ایشیائی اور افریقن تینوں اقوام کے افراد موجود تھے۔ مگر سب سے زیادہ خوشی ہمیں تنزانیہ سے باہر سے آنے والے احمدی احباب کی شمولیت سے ہوئی۔ یوگنڈا سے مکرم مولوی مقبول احمد صاحب ذبیح اور مکرم چوہدری مختار احمد صاحب ایاز تشریف لائے اور ممباسہ سے مکرم مولوی روشن الدین احمد صاحب شامل ہوئے۔ یوگنڈا سے آنے والے احباب کا سفر خاص طور پر لمبا اور تکلیف دہ تھا۔ مگر انہوں نے سفر کی صعوبتوں اور بارش اور کیچڑ کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اس خانۂ خدا کے افتتاح کے اجتماع میں شامل ہو کر ہمیں خاص طور پر ممنون احسان کیا۔ فجزاہم اللہ احسن الجزاء۔

مسجد احسان اور دار التبلیغ ٹانگا کی تکمیل بہت غیر معمولی حالات میں ہوئی۔ اور اس کی بعض خصوصیات ہیں۔ اس کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ یہ وہ پہلی مسجد ہے جسے خلافت ثالثہ کے بابرکت دور میں مکمل ہو کر کھولے جانے کی سعادت حاصل ہوئی۔ اس کی دوسری خصوصیت یہ ہے کہ اسے خلافت ثانیہ اور خلافت ثالثہ کی برکت سے حصہ ملا ہے۔ اس کا نام حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسجد احسان رکھا تھا۔ اور اسے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے روح افزا پیغام کے ساتھ کھولا گیا۔ اس کی تیسری خصوصیت یہ ہے کہ مشرقی افریقہ میں الگ الگ مشن قائم ہونے کے بعد یہ پہلی مسجد ہے جو مشرقی افریقہ کے ایک اہم شہر میں تعمیر ہوئی ہے۔ گو کینیا، زنجبار اور بورونڈی کے چند احباب نے بھی اس کے لئے چندہ بھجوایا ہے مگر زر کا کثیر حصہ تنزانیہ کے احباب نے ہی فراہم کیا ہے اور ایک ہی اس کی چوتھی خصوصیت ہے۔ یہ مسجد اقصیٰ قادیان کے نمبر پہلی مسجد ہے جس کا صحن مربع جو تمام احمدی مساجد سے ارفع ہے۔ اس کی پانچویں خصوصیت یہ ہے کہ مشرقی افریقہ میں یہ پہلی مسجد ہے جس کے لئے افریقن احمدی احباب نے بھی معتدبہ چندہ دیا ہے۔ مکرم مجیرا نے عبد اللہ سلنے دو ہزار شلنگ کا عطیہ دیا۔ اور کئی احباب نے اپنی ایک ایک ماہ کی تنخواہ اس کے لئے پیش کی۔ اس کی چھٹی خصوصیت یہ ہے کہ مشرقی افریقہ میں یہ پہلی مسجد ہے جو ایک سال کے اندر اندر مع دار التبلیغ کے مکمل ہو گئی ہے۔ اسی طرح اس کی بعض اور بھی خصوصیات ہیں۔ جو احباب کو معلوم ہیں۔ اس تمام کامیابی کی بڑی اور ظاہری وجہ ہمارے محبوب امام حضرت سیدنا خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بستر علالت کی دعائیں ہیں جو تیر کی طرح نشانے پر بیٹھیں اور عرش الٰہی سے نصرت و مدد کو جذب کرتی تھیں۔ ان کے نتیجہ میں ہمارے ایشیائی اور افریقی بھائی قربانی کے خاص جذبہ سے معمور ہو کر اپنے مال پیش کرتے چلے گئے۔ اور ایسے وقت میں جبکہ اس ملک کے غیر ملکی اپنے اپنے مستقبل سے فکر میں اپنی دولت اس ملک سے باہر بھیج رہے تھے۔ ہمارے احمدی مرد و زن اپنے اموال کو اس ملک میں اسلام کے استحکام کے لئے نچھاور کر رہے تھے۔ ہم ان تمام بھائیوں اور بہنوں کے لئے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے مالوں و جانوں اور اخلاص میں برکت دے اور ان کی مالی قربانیوں کو قبول فرماتے ہوئے انہیں اپنے قرب میں بڑھائے اور ان پر اور ان کی اولادوں پر فضل فرمائے۔ آمین۔

تمام احمدی احباب سے عاجزانہ التماس ہے کہ وہ

اللہ کا نام بلند کرنے اور دنیا کے کونے کونے میں اسلام کا پیغام پہنچانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریں

اسلام کے ہر حکم پر عمل پیرا ہوں اور کسی چھوٹے سے چھوٹے حکم کو بھی نظر انداز نہ ہونے دیں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کا روح پرور پیغام بر موقعہ افتتاح مسجد احسان ٹانگا

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ـــــ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ـــــ وَعَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھُوَ النَّـــــاصِرُ

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

مجھے یہ معلوم کر کے بیحد مسرت ہوئی کہ ٹانگا کی مسجد احمدیہ جسے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے "مسجد احسان" کے نام سے موسوم کیا تھا۔ پایۂ تکمیل کو پہنچ چکی ہے اور آج اس مسجد کا افتتاح ہو رہا ہے۔ اور اس مبارک تقریب پر مجھ سے ایک پیغام کی خواہش کی گئی ہے۔ اس غرض کے لئے سطور ذیل تحریر ہیں:۔

گذشتہ دنوں ماہ نومبر میں ہم پر ایک قیامت گذری جو ہمارے پیارے آقا سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہم سے جدا ہو کر محبوب حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مگر اللہ تعالیٰ نے محض اپنے خاص فضل سے خود ہمارے زخمی دلوں پر پھایا رکھا۔ ہم سب کو پھر ایک ہاتھ پر جمع کر دیا۔ اور جماعت کی وحدت و سالمیت کو برقرار رکھا۔ قافلہ رواں ہے اور خدا کے فضل سے تیزی کے ساتھ منزل مقصود کی طرف بڑھ رہا ہے۔ الحمد للہ۔ وذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم۔

اس موقعہ پر ہمیں یہ امر مدنظر رکھنا چاہیئے کہ ممالک مشرق و مغرب میں اسلام کا پیغام پہنچانا، خلق خدا کو حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا گرویدہ بنانا اور دنیا بھر میں مساجد قائم کرنا حضور کو بے حد محبوب تھا۔ تا دنیا کے کونے کونے سے خدا کا نام بلند ہو۔ اور ہر مقام سے حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود بھیجا جائے۔

ٹانگا کی مسجد بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے پس اس مبارک تقریب پر (Tanzania) تنزانیہ کے سب دوستوں سے کہونگا کہ وہ حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کے مقاصد کو اپنائیں اور اللہ کا نام بلند کرنے اور دنیا کے کونے کونے میں اسلام کا پیغام پہنچانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریں۔ اور اس مقصد کے لئے کسی قربانی سے دریغ نہ کریں یہاں تک کہ سب دنیا میں اسلام غالب آجائے اور ہر انسان کی زبان پر درود جاری ہو جائے۔ آمین۔

اسی سلسلہ میں ہمیں اپنی کوششیں تیز کرنا ہوں گی۔ ہمیں یہ امر بھی مدنظر رکھنا چاہیئے کہ اسلام کی تبلیغ و اشاعت کی کوشش تبھی مفید نتائج پیدا کر سکتی ہے جب ہماری اپنی زندگیاں اسلام کے رنگ میں رنگین ہوں۔ اور ہم اسلام کے ہر حکم پر عمل پیرا ہو کر دنیا کے سامنے اسلامی تعلیمات کا عملی نمونہ پیش کریں۔ پس اسلام کے ہر حکم پر عمل پیرا ہوں۔ اور کسی چھوٹے سے چھوٹے حکم کو بھی نظر انداز نہ ہونے دیں۔ نہ صرف خود بلکہ اپنے اہل و عیال کو بھی اسی رنگ میں رنگین کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کے ساتھ ہو۔ ہماری سستیاں اور غفلتیں دور فرمائے اور ہمیں اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنے اور ان سے عہدہ برآ ہونے کی توفیق دے۔ آمین۔

بالآخر سب احباب جماعت کی خدمت میں السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو اور ہمیشہ اپنی رحمتوں سے نوازتا رہے۔

خاکسار مرزا ناصر احمد

خلیفۃ المسیح الثالث

اللہ تعالیٰ کے حضور دردمند دل سے وسن مسجد کی آبادی کے لئے دعا فرمائی تا اللہ تعالیٰ اسے قیامت تک نیک اور مخلص مومنوں کا مرکز بنائے رکھے۔ اور اسلامی ہدایت اور نور کی شعاعیں اس سے پھیل کر سارے تنزانیہ کو بقعۂ نور بناتی رہیں۔

ٹانگا میں شدید مخالفت کے آثار موجود ہیں۔ اسی طرح وہاں ترقی کے امکانات بھی روشن ہیں۔ اللہ تعالیٰ جماعت کے خدام کو توفیق عطا فرمائے کہ وہ حسن اخلاق، محبت اور خدمت کے جذبہ سے لوگوں کے دلوں میں گھر کریں اور اُن کی ہدایت کا باعث بنیں۔

آخر میں ہم احباب ٹانگا کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنی ہمت سے بڑھ کر مہمانوں کی خدمت کی اور انہیں آرام پہنچانے کے لئے ہر ممکن کوشش کی۔ بالخصوص مکرم شیخ ابو طالب صاحب اور مکرم خالد احمد صاحب رشید وائس پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ ٹانگا اور اُن کی اہلیہ صاحبہ نے بہت تکلیف اُٹھائی اور دن رات ایک کر کے تمام انتظامات کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔ اسی طرح مکرم مولوی روشن الدین احمد صاحب بھی ہمارے خاص شکریہ کے مستحق ہیں جو مسجد احسان کے لئے مبارک مساعی کر اجتماع سے ایک روز قبل پہنچ گئے۔ جس سے مسجد کی رونق دوبالا ہو گئی۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء

خلاصہ پروگرام

جلسہ کی کارروائی محترم و مکرم جناب امیر و مشنری انچارج صاحب کی زیر صدارت شروع ہوئی۔ مکرم شیخ ابو طالب صاحب نے قرآن مجید سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ان دعاؤں کی تلاوت کی جو انہوں نے بنائے کعبہ کے وقت بارگاہ ایزدی میں کی تھیں۔ معلم عبد اللہ صاحب نے اپنی تیار کردہ سواحیلی نظم پڑھ کر سنائی جس میں لوگوں کو مسجد احسان میں عبادت کرنے کی طرف بلایا گیا تھا۔ مکرم خالد احمد صاحب رشید نے جماعت کی طرف سے معزز مہمانوں کو بزبان انگریزی خوش آمدید کہا اور عمدہ رنگ میں وفات مسیح اور ختم نبوت کی حقیقت پر بھی روشنی ڈالی۔ مکرم نور الحق خان صاحب بی۔ ایس۔ سی نے سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا اردو پیغام بزبان سواحیلی ملبار آداب سے پڑھ کر سنایا۔ خاکسار نے مکرم نائب ڈیل صاحب کا ایمان افروز پیغام بزبان انگریزی پڑھ کر سنایا۔ مکرم چوہدری مختار احمد صاحب ایاز ہیڈ ماسٹر بشیر ہائی سکول کمپالہ نے مؤثر رنگ میں تقریر کرتے ہوئے بزبان انگریزی حاضرین کو بتایا کہ مسجد کا پلاٹ کن حالات میں حاصل کیا گیا تھا۔ اور کس طرح ٹانگا کے سُنّی مسلمان اس پلاٹ پر عمارت بنانے سے قاصر رہے۔ اور بعد میں یہ با موقع پلاٹ جماعت احمدیہ کو دیا گیا۔

کینیا مشن کے مبلغ انچارج مکرم مولانا محمد اسحٰق صاحب صوفی نے بھی اس موقعہ کے لئے پیغام بھجوایا تھا جس کا سواحیلی ترجمہ مولانا روشن الدین احمد صاحب نے پڑھ کر سنایا۔ معلم عبد اللہ علی صاحب نے مکرم محمد اکرم خان صاحب غوری آف یرونڈی اور الحاج احمد کاشی صاحب صدر جماعت ہائے اروشہ و لاشیہ کے پیغامات سواحیلی زبان میں پڑھ کر سنائے۔

آخر میں صاحب صدر نے سواحیلی زبان میں تیار کردہ خطبہ پڑھ کر سنایا۔ جس میں آیت قرآنی کی تشریح کرتے ہوئے بتایا گیا تھا کہ احمدیت کی نشأۃ ثانیہ کے بارہ میں الٰہی سکیم یہی ہے کہ اسے آہستہ آہستہ ترقی دی جائے اور خدا تعالیٰ کی خاص نصرت و تائید کے ماتحت یہ پودا انتہائی کمزور حالت سے ترقی کرتے کرتے تناور اور مضبوط درخت بن جائے۔ تعمیر مسجد کے آغاز سے لے کر انجام تک کے حالات پر بھی روشنی ڈالی گئی تھی اور معاونین کرام کا خاص شکریہ ادا کیا گیا تھا۔ معاونین میں جماعت احمدیہ کے احباب و مستورات کے علاوہ مسٹر اندر سنگھ رنگی کا بھی شکریہ ادا کیا گیا جنہوں نے مسجد دار التبلیغ کے لئے لکڑی مہیا کی تھی۔ ہمارے دو احمدی بھائی چوہدری محمد علی صاحب نگران تعمیرات اور ٹانگا کے سابق مبلغ مکرم چوہدری رشید احمد صاحب سرور کی خدمات کو بھی سراہا گیا۔ جنہوں نے پوری تندہی سے اس کام کو حسب اللہ جلد مکمل کیا۔

اس کے بعد صاحب صدر نے خدا تعالیٰ کا نام بلند کرتے ہوئے اور اس کے حضور عاجزانہ دعائیں کرتے ہوئے مسجد احسان کا افتتاح کیا۔ اور جملہ مہمانوں کو بھی مسجد کے اندر آنے کی اجازت دی۔ مسجد کے محراب میں سجدۂ شکر بجا لانے کے بعد آپ نے مہمانوں سے درخواست کی کہ وہ مقامی مبلغین کی امداد کریں۔ اور ان سے تبادلۂ خیالات کر کے صداقت معلوم کرنے کی کوشش کریں۔

ازاں بعد تمام حاضرین کی سوڈا اور شیرینی سے تواضع کی گئی۔ مہمانوں نے مسجد کی تعمیر پر خوشی کا اظہار کیا۔ اور جماعت کے افراد سے گفتگو کرتے رہے۔ تمام تقریبات کے فوٹو لئے گئے۔ اور سورج کے غروب ہونے تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ سورج غروب ہونے کے بعد مکرم خواجہ منیر الدین صاحب قمر نے اسّی فٹ اونچے مینار سے صدائے اللہ اکبر بلند کی اور ٹانگا شہر نے پہلی بار اتنی بلندی سے خدائے واحد کا نام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اعلان ہوتے سُنا۔

نماز مغرب کے بعد احمدی احباب کی مجلس منعقد کی گئی جس میں مولانا مقبول احمد صاحب ذبیح۔ مولانا روشن الدین احمد صاحب۔ چوہدری مختار احمد صاحب ایاز۔ مکرم رشیدی کیہوے صاحب اور خاکسار نے مختصر تقاریر کیں حاضرین ان سب تقاریر سے لطف اندوز ہوئے۔

بعد میں مختلف اوقات میں مکرم رشیدی کیہوے صاحب (صدر جماعت احمدیہ دار السلام) مکرم چوہدری مختار احمد صاحب ایاز۔ مکرم امیر و مبلغ انچارج صاحب۔ خاکسار۔ مکرم شیخ ابو طالب صاحب وغیرہ احباب مینار سے اذانوں کی صدا بلند کرتے رہے کئی سُنّی احباب مسجد دیکھنے اور معلومات حاصل کرنے کے لئے آتے رہے۔ ایک کیتھولک عورت نے اجازت لے کر مسجد ہال میں اپنے طریق کے مطابق گھٹنے ٹیک کر اللہ تعالیٰ کے حضور میں اپنے لئے دعا کی۔ بعد میں اس نے بتایا کہ جب کوئی عبادت گاہ نئی بنتی ہے تو اس میں سب سے پہلے جو دعا مانگی جاتی ہے وہ مقبول ہوتی ہے۔ اس لئے میں نے اندر جا کر دعا کی ہے۔ بعد میں اسے اسلام اور عیسائیت کی تعلیم میں فرق سمجھایا گیا۔

—— بحوالہ ——

شمالی ہند کا دورہ (بقیہ صفحہ ۶)

کسمارہ ننگ میں دنیاوی لحاظ سے نوازا ہے اور وہ احمدی ہونے کے باوجود خدا تعالیٰ کے خلیفہ کے مقرر کردہ نظام سے اپنے آپ کو بالا سمجھتے ہیں۔ حالانکہ یہ ہماری کتنی خوش قسمتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک ایسی تنظیم عطا فرمادی ہے کہ ہم اپنے تمام اختلافات اس کے اندر ہی حل ہو سکتے ہیں۔ زندگی کے ہر شعبہ کے لئے حضور نے ایک نظارت مقرر فرمائی ہے اگر آپ کسی نظارت کے فیصلہ پر مطمئن نہیں تو انجمن اور انجمن کے بعد نظارت برائے امور بھارت یعنی خدا درویشان اگر کہیں بھی آپکی داد رسی نہ ہو تو آپ خلیفۂ وقت کے حضور اپنا معاملہ پیش کر سکتے ہیں اور وہ مقام ایسا ہے کہ جہاں جا کر ہر احمدی کو اطمینان حاصل ہونا چاہیئے لیکن اگر کوئی شخص احمدی کہلاتے ہوئے اس بابرکت نظام کا فائدہ نہیں اٹھانا چاہتا اور اپنے آپ کو اس سے بالا سمجھتا ہے تو وہ ایسا نہیں کہ اسے کم از کم جماعت کے دوست عزت کا مقام دیں۔

اس سارے علاقہ میں علاوہ دوسری کمزوریوں کے یہ کمزوری بھی جماعت کی ترقی میں روک کا باعث بنی ہے کہ احباب دوسرے مسلمانوں کی طرح حوادث اور انقلاب زمانہ سے خائف ہو کر سخت مایوس ہو چکے ہیں۔ حالانکہ ایک طرف ہم اپنے آپ کو صحابہ کرام کا مثیل قرار دیں اور دوسری طرف موت اور حوادث زمانہ سے اتنے خائف کہ رات نیند بھی نہ آسکے۔ حالانکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے اموال اور جانوں کی پرواہ کئے بغیر ایسے ایسے علاقوں میں صرف اور صرف تبلیغ اسلام کی خاطر گئے ہیں جہاں خطرات ہی خطرات پیش تھے۔ تصور فرمایئے اگر قرونِ اولیٰ کے مسلمان بھی ہماری طرح مکہ مدینہ میں ہی جمع ہو جاتے تو آج ہم اور آپ مسلمان کس طرح ہوتے۔ کیا آپ کا خیال ہے کہ اسلام اموال اور جانوں کی قربانیوں کے بغیر ہی پھیلا ہے اسی طرح حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے ارشاد کی روشنی میں ہر احمدی کا فرض ہے کہ وہ سمجھے کہ بھارت میں اسلام اور احمدیت کا مستقبل اسی کے ساتھ وابستہ ہے۔ اور ہم میں سے ہر ایک کا یہ یقین کامل ہونا چاہیئے کہ احمدیت کا بیج جس ملک میں بھی بویا گیا ہے۔ وہ اب بڑھے گا پھولے اور پھلے گا اور دنیا کی کوئی طاقت اور کسی قسم کے حوادثِ زمانہ اس کو تباہ نہیں کر سکیں گے۔

مجھے بھاگلپور کی مسجد دیکھ کر سخت تکلیف ہوئی۔ کتنی عالی شان مسجد جو اب صرف چند ہزار روپے کی خاطر کھنڈرات میں تبدیل ہو رہی ہے یہ سب علاقہ محلہ احمدیہ کے نام سے مشہور ہے۔ سارے ہی متوسط بلکہ اچھے کھاتے پیتے احمدی بستے ہیں مگر ایسی مایوسی کا شکار ہوئے ہیں کہ خانۂ خدا کی مرمت سے بالکل غافل ہو گئے ہیں بھاگلپور اور اس کے قریب بڑی اچھی تعداد میں جماعت ہے اور اگر اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہوئے اور وہ وعدے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ کئے ہیں یقین رکھتے ہوئے ہمت کر کے استقلال سے بیٹھ جائیں تو کبھی نہیں ہو سکتا کہ اللہ تعالیٰ پھر سارے ماحول کو ذہن میں تبدیل نہ کر دے۔ آپ میں نے یہ چند تلخ امور پر تبصرہ صرف اور صرف اپنے بھائیوں کو توجہ دلانے کیلئے کیا ہے کیونکہ اس کے بغیر کوئی بھی روحانی سلسلہ ترقی نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے۔

قبول احمدیت کی داستان

نفرت سے غلامی تک

از مکرم چودھری فیض احمد صاحب گجراتی سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

"میں قادیان تو ہرگز نہیں جاؤں گا"

میرا یہ حتمی فیصلہ اس نفرت و کدورت کا لازمی نتیجہ تھا جو میرے دل میں ایک لمبے عرصہ سے سمائی ہوئی تھی۔ اور میں اس فیصلہ میں حق بجانب بھی تھا۔ کیونکہ علماء کی تقاریر اور ان کی کتابوں سے جو نتیجہ میں نے اخذ کیا تھا۔ وہ یہی تھا کہ قادیانیت اسلام کے بالمقابل علی الرغم ایک قابلِ نفرت تحریک ہے جس کی غرض و غایت اسلام کی نفی اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتک کے سوا کچھ نہیں۔ ایسی صورت میں بھلا یہ امکان پیدا ہی کیونکر ہو سکتا تھا کہ میں اپنی بڑی ہمشیرہ کے ساتھ قادیانیوں کے جلسہ سالانہ پر قادیان چلا جاؤں۔ چنانچہ میں نے اسے وہی جواب دیا تھا جو میری ایمانی غیرت کا تقاضا تھا کہ میں قادیان ہرگز نہ جاؤں گا۔

یہ ۱۸؍دسمبر ۱۹۳۸ء کا دن تھا۔ میری ہمشیرہ نے مجھے ایک ضروری کام کہہ کر بلوایا تھا۔ اور جب میں اس کے پاس پہنچا تو اس نے کہا کہ تمہارے بہنوئی کو رخصت نہیں مل سکی۔ اور میں اکیلی سفر نہیں کر سکتی اس علاقہ (ککھنے والہ ضلع گجرات) سے اور کوئی احمدی قادیان جانے والا نہیں اس لئے تم مجھے قادیان چھوڑ آؤ۔

قادیان کا نام سنتے ہی غصے اور نفرت سے میرا چیں بجبیں ہو جانا لازمی امر تھا۔ چنانچہ میں نے ہمشیرہ سے بے حد محبت اور احترام کے باوجود حتمی اور فیصلہ کن انکار کر دیا۔ ادھر سے منت سماجت کا ادھر سے انکار کا سلسلہ جاری رہا اور ۲۵؍دسمبر کا دن گزر گیا۔

میں سوچتا تھا کہ وہ قادیان جس نے اسلامی عقائد و تعلیمات کو یکسر بدل کر رکھ دیا ہے جس نے قرآن کریم میں تحریف و تبدل کو ایک ناقابل معافی اور سنگین جرم کیا ہے جس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتک کا ارتکاب کر کے دنیائے اسلام کے احساسات کو مجروح کیا ہے۔ اس مقام پر جانا میری غیرت اسلامی کے بالکل منافی ہے۔ میری [illegible] بار بار ان انکشافات کی [illegible] جو [illegible] نے قادیانیت کے متعلق کئے تھے۔ اور جنہیں بارہا میں سن اور پڑھ چکا تھا اور میرے سراپا میں نفرت بغض اور کدورت کی، رگ و ریشے کو چھوتی ہوئی ایک لہر دوڑ جاتی۔

شام کو جب ہمشیرہ مایوس ہو گئی۔ تو ایک آخری تدبیر کے طور پر اس نے ڈبڈبائی ہوئی آنکھوں کے ساتھ مجھ سے کہا۔ یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ تمہارے مولوی غلطی پر ہوں۔ آخر اس میں کیا حرج ہے کہ قادیان جانے کا جو موقعہ قدرت تمہارے لئے پیدا کر رہی ہے اس سے فائدہ اٹھاؤ یعنی کم از کم اپنی آنکھوں سے وہاں کے حالات دیکھ کر تم اپنے مولویوں کی تصدیق یا تکذیب کر سکو گے۔

تذبذب اور پس و پیش کے ان لمحات نے مجھے عجیب کشمکش میں مبتلا کر دیا۔ ایک طرف بڑی ہمشیرہ کا احترام تھا جو میرے مسلسل انکار سے مجروح ہو رہا تھا اور دوسری طرف میری مذہبی غیرت کا سوال تھا جو قادیان کا ذکر آتے ہی بجوشِ نفرت سے زخمی ہو کر بھپر جاتی تھی ——— قادیان! میں سوچنے لگا کہ بھلا کوئی غیرتمند محبِ رسول ایسا بھی ہو سکتا ہے جو تقدس و علویتِ رسالت کا استخفاف کرنے والے مقام پر چلا جائے! نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔ اور پھر میں نے قطعیت کے ساتھ کہہ دیا کہ جہاں تک آپ کے احترام کا سوال ہے میں دل و جان سے اس کا اعتراف کرتا ہوں لیکن حُبِ رسول کے لئے میری غیرت کو اگر اس احترام نے چیلنج کیا تو ظاہر ہے کہ مجھے احترام کی پابندی پر نظر ثانی کرنا ہو گی۔

میرے لہجے کی تلخی اور کرختگی نے ہمشیرہ کی نہ جانے کب سے پالی ہوئی اس امید کو جب توڑ دیا تو رونے لگی۔ جو اس کی مایوسی کی علامت تھی۔ لیکن اسے ایک اور تدبیر سوجھی اس نے کہا اچھا میں تمہیں قادیان جانے کے لئے مجبور نہیں کرتی۔ ایسا کرو کہ مجھے بٹالہ تک پہنچا کر واپس چلے آنا۔ آگے قادیان میں اکیلی چلی جاؤں گی۔

اب میرے لئے انکار کی کوئی گنجائش نہ تھی۔ رات کو سفر کی تیاری ہوئی اور اگلی صبح ہم سفر میں تھے۔ طے یہ ہوا تھا کہ ہمشیرہ قادیان چلی جائیں گی اور میں بٹالہ میں جو ایک پیر گدی نشین ہیں ان کی زیارت کروں گا۔ راستے بھر میرا دماغ مختلف خیالات کی آماجگاہ بنا رہا۔ میرے (ددھیال میں کوئی احمدی نہیں تھا اور اب بھی نہیں ہے) میرے حقیقی ماموں چودھری لعل خان صاحب گجراتی احمدی تھے جو مستقل طور پر قادیان میں رہتے تھے۔ اور سال دو سال بعد ملاقات کے لئے وطن آیا کرتے تھے۔ میری ہمشیرہ انہی کی تبلیغ سے جلسہ سالانہ میں شمولیت اور ماموں کی ملاقات کی غرض سے قادیان جا رہی تھیں۔ راستے میں بھی کئی بار ہمشیرہ نے مجھے قادیان تک جانے کے لئے ورغلانے کی کوشش کی لیکن میں اپنے انکار پر قائم رہا۔

اتفاق یہ ہوا کہ ہماری ٹرین کچھ لیٹ ہو گئی اور رات کے قریباً نو بجے ہم بٹالہ پہنچے تو قادیان آنے والی آخری ٹرین نکل چکی تھی۔ اور مجبوراً ہمیں رات سٹیشن پر ہی بسر کرنی پڑی صبح جب بٹالہ سے قادیان آنے والی پہلی ٹرین پر میں نے ہمشیرہ کو سوار کرا دیا اور خدا حافظ کہا تو ہمشیرہ نے بڑی لجاجت سے کہا اب تو قادیان یہاں سے صرف دس گیارہ میل پر ہے۔ وہاں کوئی زبردستی احمدی نہیں بنایا جاتا۔ کم از کم اپنی آنکھوں سے دیکھ تو لو گے۔ ان الفاظ میں خدا جانے کیا اثر تھا۔ کہ میں انکار کی خواہش کے باوجود انکار نہ کر سکا اور بھاگ کر ٹکٹ لے آیا۔

لیکن بٹالہ سے قادیان تک کا سفر میرے لئے بڑا ہی سخت امتحان تھا۔ راستہ بھر میں ان تمام الزامات کو اپنے دماغ میں مستحضر کرتا رہا جو ہمارے علماء قادیانیت کے خلاف عائد کرتے تھے۔ وہاں رسالتِ محمدیہ کا انکار کیا جاتا اور مذاق اڑایا جاتا ہے۔ وہاں کا قرآن محرف و مبدّل ہے۔ وہاں کا قبلہ اور ہے۔ اذان اور ہے۔ نماز اور اس کے ارکان دوسرے ہیں۔ جنت و دوزخ بنا رکھا ہے۔ غرضیکہ قادیانیت اسلام سے قطعی مختلف چیز ہے۔ حیاتِ مسیح اور خاتم النبیین کے بارہ میں جو کچھ میں جانتا تھا۔ اسے دماغ میں مجتمع کرتا رہا۔ جب ٹرین نہر کے قریب پہنچی تو تمام مسافروں نے جو ظاہر ہے غالباً میرے سوا سب قادیانی تھے۔ کھڑکیوں میں سے گردنیں نکال نکال کر کچھ دیکھنا شروع کر دیا۔ اور جب "وہ دیکھو" کی آوازوں کے ساتھ بے شمار انگلیوں نے ایک سمت مقرر کر دی تو میں نے بھی ادھر دیکھا اور مجھے ایک بلند مینار نظر آیا۔ جو قربِ قادیان کی علامت تھا۔ جوں جوں قادیان قریب آ رہا تھا۔ مجھے اپنی غلطی کا شدید احساس ہو رہا تھا کہ یہ میں کیا کر رہا ہوں لیکن پھر یہ سوچ کر اپنے دل کو تسلی دے لی کہ اپنی آنکھوں سے سب کچھ دیکھ کر آئندہ کے لئے قادیانیت کے خلاف اعتراض کرنا زیادہ آسان اور زیادہ وزنی ہو گا۔

لیکن ایک خیال جو مختلف خیالات کے ہجوم میں سے بار بار سر نکال کر میرے تصور کو پریشان کر رہا تھا وہ یہ تھا کہ ہمارے علماء بار بار یہ یاد کرایا کرتے تھے کہ جو شخص قادیان چلا جاتا ہے اس پر جادو کا اثر ہو جاتا ہے لیکن میرے اعتقاد کی مضبوطی مجھے ایسے جادو کے مقابلہ کے لئے بھی تیار کرتی رہی۔ جب ٹرین قادیان کے نہایت چھوٹے سے سٹیشن پر آن پہنچی۔ اور السلام علیکم کی بے شمار آوازوں اور نعرہ ہائے تکبیر نے میرے خیالات کا تار و پود بکھیر دیا۔ اور اب میں اس بستی سے باہر کھڑا تھا جس سے مجھے شدید نفرت تھی۔ جس کے ساکنین سے مجھے سخت بغض تھا۔

لیکن نعرہ ہائے تکبیر! یہ مومنانہ شکلیں! یہ مسنون مشرع ڈاڑھیاں! یہ درود شریف کا ورد کرتی ہوئی ان گنت قطاریں! میں نے سوچا کبھی خوب ڈھونگ رچا رکھا ہے ان مرزائیوں نے۔ ایک والنٹیر نے پوچھا آپ کس محلہ میں جائیں گے۔ میں نے دار الرحمت بتایا۔ اس نے ایک قلی کو بلایا اور قلی سامان اٹھا کر باہر نکلا۔

ہم دار البرکات کی گلیوں میں گزر رہے تھے۔ ہر مکان کی پیشانی مختلف آیات سے مزین تھی ہر چہرہ اسلامی رنگ میں ڈوبا ہوا تھا۔ اور ہر زبان ذکر الٰہی میں معروف نظر آ رہی تھی۔ ہر شخص ایک دوسرے کو دیکھ کر یوں مسرور نظر آتا تھا جیسے برسوں کے بچھڑے ہوئے عزیز ہوں۔ مودّت و اخوت کے اس مظاہرے نے جو ہر سامنے آنے والا شخص برسوں کی سی شناسائی کے ساتھ کر رہا تھا۔ جادو کا پہلا تاگا میرے گلے میں باندھ دیا۔ وہ جادو جس سے ہمارے علمائے کرام خبردار کیا کرتے تھے!

ماموں جان کے گھر پہنچے نہا دھو کر کھانا کھایا۔ پہلا اجلاس ختم ہوا تو ماموں جان گھر آئے اور مجھے اپنے گھر میں پا کر استعجاب و مسرت کے ساتھ گلے لگایا۔ اور کہا اچھا کیا تم آ گئے اپنی آنکھوں سے دیکھ تو سکو گے کہ ہمارے "کفر" کا کیا رنگ ہے!

یہ جلسہ کا دوسرا روز تھا۔ ظہر کی نماز میں نے اکیلے ہی ادا کی اور پھر ماموں جان کے ساتھ جلسہ گاہ پہنچا۔ مختلف لباس مختلف بولیاں مختلف ہیئتیں اور مختلف شکلیں چالیس ہزار کی تعداد میں جلسہ گاہ کے اندر کسی کی منتظر تھیں۔ ماموں جان نے بتایا کہ آج جلسہ کا درمیانی دن ہے۔ آج حضرت صاحب کی علمی تقریر ہو گی۔ اور میں بھی اپنے ان گنت دوسروں کو دل میں بیٹھے انتظار کرنے لگا۔

اور پھر وہ منتظر آ گیا۔ نمازیں پڑھی جانے لگیں۔ میں تو نماز پڑھ ہی چکا تھا۔ یہ میرے لئے اچھا موقعہ تھا کہ خاص قادیان میں قادیانیوں کو نماز پڑھتے دیکھ سکوں۔ ہمارے علماء کہتے تھے کہ قادیانی باہر تو عام مسلمانوں کی طرح ہی نمازیں پڑھتے ہیں لیکن خاص قادیان میں جا کر بعض قادیانی طریق پر نماز پڑھتے ہیں لیکن میں نے دیکھا کہ یہ تو وہی طریق تھا جو میں سیکڑوں بار اپنے گاؤں میں دیکھ چکا تھا! نمازیں ختم ہوئیں تو تقریر شروع ہو گئی۔

مجھے اپنے بچپن ہی سے اپنے ظرف کے مطابق (گو کہ وہ بہت ہی کوتاہ اور حقیر ہے) انہیں سے لگاؤ رہا ہے۔ وہ تقریر کیا تھی بادۂ عرفان کے جام تھے جو تشنگانِ روحانیت میں مفت تقسیم کئے جا رہے تھے۔ مجھے اس سٹیج پر کھڑا ہوا شخص یوں معلوم ہوا جیسے ایک ساقیٔ ازل اس میکدہ کے حاضرین میں خم کے خم لنڈھاتا چلا جا رہا ہے۔

میں سراپا گوش ہو کر تقریر سن رہا تھا۔ تقریر کا ہر فقرہ اور فقرے کا ہر لفظ میری سماعت کے تار دل میں سے گذر کر میرے دل میں اُتر رہا تھا یوں جیسے بجلی کی رو برقی تار میں سے آناً فاناً گذرتی ہے میں تقریر سنتا تھا۔ اور روتا تھا۔ وہ رونا فقر الہٰ پذیری ہی سے نہ تھا۔ بلکہ اس لئے بھی کہ جو شخص تقریر کر رہا تھا اسے سب سے زیادہ اور جو لوگ تقریر سن رہے تھے انہیں عام طور پر میں اپنی زندگی میں بے شمار گالیاں دے چکا تھا۔ تقریر کا ہر فقرہ سننے کے بعد میں اپنے نفس کو ملامت کرتا تھا اور ہر ملامت میرے دل پر یوں اثر انداز ہوتی تھی کہ آنسوؤں کا ایک دریا میری آنکھوں سے رواں ہو جاتا تھا۔ ہر فقرہ ایک نکتۂ معرفت تھا۔ اور ہر نکتہ مجھے مجبور کرتا تھا کہ اپنے نفس کو مخاطب کر کے کہوں کہ اے لعین! تو اسی شخص کو گالیاں دیا کرتا تھا۔ میں بالکل بھول چکا تھا کہ میں اس وقت کہاں بیٹھا ہوں۔ میں بھول چکا تھا کہ یہ وہ مقام ہے جسے میں کفرستان کہا کرتا تھا۔

اور تقریر جاری تھی۔ گھنٹہ۔ دو گھنٹے۔ تین گھنٹے چار گھنٹے۔ وہ تقریر تھی "سیر روحانی" جو جاری تھی۔ سٹیج پر نہیں بلکہ سامعین کے بیچ میں بیٹھنے کے لئے۔ جن میں سے ایک میں بھی تھا۔ جی چاہتا تھا کہ وقت کی رفتار تھم جائے۔ یہ گذرتے ہوئے لمحات منجمد ہو کر رہ جائیں۔ اور تقریر جاری رہے۔ تا آنکہ قیامت آ جائے۔ رحبِ رسول میں ڈوبا ہوا تقریر کا ایک ایک لفظ شانِ رسول کا ثنا خواں ایک۔ ایک فقرہ رسالتِ محمدیہ کی تائید و عظمت میں۔ اس تقریر کرنے والے کے منہ سے مجسم بنے ہوئے پھول۔ ایک عجیب عالم تھا۔ جلسہ گاہ کی فضا پر ایک سکوت طاری تھا۔ اور وہ جادوگر مقرر مسلسل گھنٹوں سے تقریر کئے جا رہا تھا۔ میں نہیں جانتا کہ اس وقت میرا مذہب کیا تھا لیکن میں یہ جانتا تھا کہ اگر مجھے قرب میسر آ جائے تو میں اس محبِ رسول کے قدموں کی خاک اُٹھا کر آنکھوں پر لگا لوں!!

یہ "سیر روحانی" کیا تھی۔ ایک قصیدہ تھا جو اردو زبان میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں پڑھا جا رہا تھا۔ اور چالیس ہزار ذوق کی گہرائیوں میں اُترتا جا رہا تھا کہ میں محبِ رسول بن کر نسدوانِ رسول کا مطالعہ کرنے آیا تھا۔ مگر یہاں تو معاملہ ہی کچھ اور تھا۔ یہ تقریر غالباً سات گھنٹے تک جاری رہی۔ اور میں سات گھنٹے تک آنسوؤں کی تسبیح رولتا رہا۔ رسول اللہ کی اتنی بلند شان دورِ حاضرہ کے کسی شخص نے بیان کی ہوگی جو وہ شخص کر رہا تھا۔ اور میں اس تقریر سے مسحور ہو کر دم بخود بیٹھا تھا۔ اور ہر فقرہ پر میرا دل پکار اُٹھتا تھا کہ ؎

دیکھنا تقریر کی لذت کہ جو اس نے کہا
میں نے یہ جانا کہ گویا یہ بھی میرے دل میں ہے

اور میں جب تقریر ختم ہونے کے بعد اس جلسہ گاہ سے اُٹھا تو میں نے اپنے تصوّر میں نیازمندانہ طور پر احمدیت کے مخالف علماء کو پکار کر کہا۔ کہ اے مولویو! تم جو کچھ بھی احمدیت اور قادیان کے خلاف کہا کرتے تھے وہ سب جھوٹ ثابت ہوا ہے سوائے ایک بات کے کہ

جو شخص قادیان جاتا ہے اس پر جادو کر دیا جاتا ہے۔

کیونکہ میں تو واقعی از سرتا پا جادو کے جال میں کیفیں کیدہ گیا ہوں۔ اور اب دنیا کا کوئی خیال اس جادو کے اثرات کو دور نہیں کر سکتا۔

میں جلسہ سالانہ کے بعد بھی چند روز قادیان میں ٹھہرا۔ کچھ لٹریچر پڑھا۔ اور کچھ ماحول کا مطالعہ کیا۔ اور آخر میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ آج روئے زمین پر اسلام اور اس کی اشاعت کا جذبہ اور درد رکھنے والی اگر کوئی جماعت موجود ہے تو وہ جماعت احمدیہ ہے۔

میں نے اپنے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے دستِ مبارک پر مسجد مبارک میں بیعت کا شرف حاصل کیا۔ کچھ لٹریچر ساتھ لیا اور واپس جانے کی تیاری کرنے لگا لیکن کیفیت یہ تھی کہ میرا جی نہ چاہتا تھا۔ میں نے ہمشیرہ سے کہا کہ آپ اب اکیلی واپس چلی جائیں۔ ہمشیرہ نے کہا تم عجیب انسان ہو کل تک تو قادیان آنے کا نام نہ لیتے تھے۔ اور اب قادیان سے واپس جانے سے انکار کر رہے ہو۔ بہرحال میں ہمشیرہ کے ساتھ واپس گیا اور صرف چند روز رہ کر پھر قادیان واپس چلا آیا۔ اور اس زمانہ سے قادیان میں ہوں۔

شاید میرے وہ آنسو کام آ گئے جو میں نے "سیر روحانی" سنتے وقت جلسہ گاہ میں بہائے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مجھے قادیان کی مبارک بستی میں رہنے کا طویل موقعہ بخشا۔ اور پھر کوئی گھڑی قبولیت کی ہوتی ہے۔ میں نے جلسہ گاہ میں ایک بے اختیار خواہش کی تھی کہ کاش مجھے اس شخص کا قرب حاصل ہو جائے۔ جو اس وقت حبِ رسول کی شراب طہور اردو میں تقسیم کر رہا ہے۔ تو میں اس کے قدموں کی خاک اُٹھا کر آنکھوں پر لگا لوں۔ میری یہ انجانی دعا بھی قبول ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس محبوب امام کا قرب بھی بخشا۔ یوں کہ مجھے شعبۂ زود نویسی میں کام کرنے کا موقعہ ملا۔ اور پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے میرا نام درویشوں کے زمرہ میں لکھ دیا۔ شاید یہ کہہ کر کہ تم نے جتنی شدت کے ساتھ قادیان سے نفرت کی تھی اتنا ہی زیادہ عرصہ تمہیں قادیان میں رکھا جائے گا۔ مگر یہ کتنی پیاری سزا ہے۔ اور کون احمدی نہیں چاہتا کہ اسے یہ سزا ملے۔

اے کاش! احمدیت کے مخالف علماء محض مخالفت کی وجہ سے احمدیت کے خلاف جھوٹے الزام لگانا چھوڑ دیں اور خدا تعالیٰ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام اور قرآن کی اس خادم جماعت کی قدر کرنا سیکھیں۔ لیکن ہمیں کیا غم ہے ؎

جس کی فطرت نیک ہے وہ آئیگا انجام کار

تحریک جدید کو کیوں جاری کیا گیا؟

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشادات:۔

فرمایا:۔ "تحریک جدید" درحقیقت نام ہے اس جد و جہد کا جو ایک احمدی کو احمدیت اور اسلام کی اشاعت کے لئے کرنی چاہیئے۔ تحریک جدید نام ہے اس جد و جہد کا جو اسلام اور احمدیت کے احیاء کے لئے ہر احمدی پر واجب ہے۔ تحریک جدید نام ہے اس کوشش اور سچی سعی کا جو اسلامی شعار اور اسلامی اصول کو دنیا میں قائم کرنے کے لئے ہماری جماعت کے ذمہ لگائی گئی ہے۔

ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اسلام کی تعلیم کو "دنیا کے کناروں تک پہنچائے اور کوئی روح ایسی باقی نہ رہے جس تک خدا تعالیٰ کا کلام نہ پہنچ جائے۔ اس نے اپنے کلام میں اس تعلیم کا نام جہاد رکھا۔ اور اپنے پیارے رسول کو مخاطب کر کے فرمایا وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِيرًا تو اس قرآن کے ذریعہ ساری دنیا کے ساتھ جہاد کر۔

"جماعت کا ہر فرد یہ محسوس کرے کہ اس کی زندگی کے تمام کاموں میں سب سے اہم کام تبلیغ اور اشاعتِ اسلام ہے۔ ہر احمدی سے وعدے لئے جائیں۔ جماعت کو چاہیئے کہ قربانی کے لئے تیار ہو جائے۔ ہر احمدی فرد۔ سیکرٹری ہر پریذیڈنٹ اور ہر بارسوخ آدمی کا فرض ہے کہ وہ جماعت کے تمام افراد میں تحریک کر کے ان سے تحریک جدید کے وعدے لے اور ان وعدوں کی اطلاع مرکز کو دے۔ اور پھر ان کی وصولی کی پوری کوشش کرے اور تمام رقوم جمع کر کے مرکز میں ارسال فرما دیں۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے مندرجہ بالا ارشادات کی روشنی میں تمام سیکرٹریان مال اور صدر صاحبان جماعتہائے احمدیہ ہندوستان کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ اس طرف فوری متوجہ ہو کر یہ جائزہ لیں کہ آیا وہ تمام احباب جماعت کے وعدے لے کر فہرستیں مرتب کر کے مرکز میں بھجوا چکے ہیں یا نہیں؟ جن جماعتوں کی طرف سے ابھی تک وعدوں کی فہرستیں موصول نہیں ہوئیں ان کو چاہیئے کہ وہ جلد از جلد فہرستیں بھجوا دیں اور جن جماعتوں کی طرف سے فہرستیں موصول ہو چکی ہیں ایسی جماعتوں کے سیکرٹریان مال کو چاہیئے کہ وہ دفتر سوم کیلئے پوری پوری کوشش کریں اور وعدوں کی رقوم جمع فرما کر مرکز میں جلد از جلد ارسال فرما دیں۔ خدا تعالیٰ آپ سب کا حافظ و ناصر ہے آمین۔ — وکیل المال تحریک جدید قادیان

درخواستہائے دعا

(۱) خاکسار ماہ جون کے آخری ہفتہ میں ہومیوپیتھک ڈاکٹری کے دوسرے سال کا فائنل امتحان دینے والا ہے۔ تمام احباب جماعت۔ بزرگان کرام۔ درویشانِ عظام اور خاندان حضرت مسیح موعودؑ سے دردمندانہ درخواست ہے کہ خاکسار کی نمایاں کامیابی کے لئے درد دل سے دعا فرما کر مشکور فرما دیں۔

خاکسار سید عبد الدین احمد
سیکرٹری تبلیغ انجمن احمدیہ جمشید پور

(۲) خاکسار ایک لمبے عرصہ سے ٹانگ میں درد اور عام کمزوری کے سبب صاحب فراش ہے۔ اور دن بدن صحت گرتی جا رہی ہے احباب دعا فرما دیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے صحت عطا فرمائے۔

خاکسار
فخر الدین مالا باری درویش
قادیان

وصـــــایا

نوٹ :۔ وصیتیں منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی وصیت کے بارہ میں کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز بہشتی مقبرہ کو دی جائے۔

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

وصیت نمبر ۱۳۴۹۷ ۔ میں عائشہ بی زوجہ بی۔ ایچ اسمٰعیل صاحب قوم احمدی پیشہ خانہ داری عمر ۱۸ سال تاریخ بیعت ۱۹۵۴ء ساکن مرکرہ ڈاکخانہ خاص ضلع مرکرا صوبہ میسور بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱/۱۷ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائیداد منقولہ اس وقت کوئی نہیں ہے۔ منقولہ جائداد حسب ذیل ہے ۱۔ حق مہر بذمہ شوہر ۵۲۵/ روپیہ (۲) زیور طلائی پوسر ایک عدد چار تولہ، کنگن چار عدد وزن اندازاً تین تولہ۔ پھول پون تولہ، جملہ زیور طلائی پونے آٹھ تولے قیمت اندازاً ایک ہزار روپیہ ہے اپنی اس جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ میری وفات کے وقت میری جو جائداد ہو گی اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ الامتہ عائشہ بی موصیہ ۱/۱۷ ۔ گواہ شد جی۔ کے فخر الدین ولد پکاباسا کن پل روڈ مسجد احمدیہ مرکرا ۱/۱۷۔ گواہ شد بی۔ ایچ اسماعیل شوہر موصیہ ولد محی الدین ساکن پل روڈ مرکرا ۱/۱۷۔

نوٹ :۔ میرے والد صاحب کی کچھ جائداد تعلقہ منگلور میسور سٹیٹ میں بھی ہے موضع کا نام گنجی پٹ ہے یہ جائداد ہم چھ بہنوں اور پانچ بھائیوں کی مشترک ہے یہ جائداد ابھی تقسیم نہیں ہوئی جب تقسیم ہو گی تفصیل تقسیم بہشتی مقبرہ کو بتادونگی اس پر بھی میری مذکورہ بالا وصیت حاوی ہو گی۔ الامتہ عائشہ بی موصیہ

گواہ شد جی۔ کے فخر الدین مرکرا۔ گواہ شد بی۔ ایچ اسماعیل شوہر موصیہ

وصیت نمبر ۱۳۴۹۹ ۔ میں بی۔ ایچ اسماعیل ولد محی الدین صاحب قوم احمدی پیشہ تجارت عمر ۲۴ سال تاریخ بیعت ۱۹۵۱ء ساکن مرکرا ڈاک خانہ خاص ضلع مرکرا صوبہ میسور بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱/۱۷ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری اس وقت غیر منقولہ جائداد حسب ذیل ہے :۔ (۱) محلہ ریس کورس شہر مرکرا میں چالیس سینٹ زمین سفید جس کی قیمت مبلغ چودہ سو روپے ہے (۲) مرکرا سے آٹھ میل دور موضع غالیری کٹرنداں گرام تحصیل سومر پیٹ میں چار ایکڑ دو پچاس سینٹ زمین جس میں جنگل ہے میری ملکیت ہے ہم سے میں نے ۷۰۰/ روپیہ میں خریدا ہے (۳) میرے گاؤں موضع کارکٹرا تالک بُرد ائی گرام ہوسکتے سا دُ تقد کنار امیسور سٹیٹ میں میری جدی جائداد ہے جو ابھی تک غیر منقسم شدہ ہے۔ میرے والد صاحب فوت ہو چکے ہیں اور والدہ صاحبہ زندہ ہیں یہ جائداد ابھی والد صاحب کے نام ہے آئندہ ہم تین بھائیوں اور تین بہنوں کی مشترکہ ملکیت ہو گی۔ یہ جائداد حسب ذیل ہے :۔ (۱) ایک مکان جس کی قیمت اندازاً تین ہزار روپیہ ہے (ب) زرعی زمین ناقص قسم ۱/۲ ۴ ایکڑ ہے جس کی قیمت ۱۰۰۰/ روپیہ ہے (ج) علاوہ ازیں اس گاؤں میں میری ذاتی زمین ۲۵ سنٹ خرید کردہ ہے جس کی قیمت ۱۰۰/ روپیہ ہے۔ منقولہ جائداد میں میرے پاس ایک ٹرک گاڑی ہے جس کی قیمت ۱۵۰۰۰/ روپیہ ہے۔ میں اس تمام جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں مجھے اس ٹرک کے ذریعہ سے اندازاً ۱۵۰/ روپے ماہوار آمد ہوتی ہے۔ میں اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ مذکورہ جائداد میں سے مجھے کوئی آمد نہیں ہوتی۔ میری وفات کے وقت میری جو جائداد ہوگی اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ العبد بی۔ ایچ۔ اسماعیل موصی ۱/۱۷

گواہ شد مولوی عبد السلام ولد کے محمد کنجو ساکن کونا گاپلی حال مسجد احمدیہ مرکرا۔ گواہ شد جی۔ کے فخر الدین ولد پکاباسا کن پل روڈ مرکرا ۱/۱۷

وصیت نمبر ۱۳۵۰۷ ۔ میں میر احمد صادق ایم۔ اے ولد سید حسن صاحب ذات قوم احمدی پیشہ ملازمت سرکاری عمر ۳۷ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن حیدر آباد ڈاک خانہ خاص ضلع حیدر آباد (آندھرا)، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۶/۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اس وقت حسب ذیل ہے :۔ (۱) انیس ایکڑ زرعی زمین جس کے نو ایکڑ رقبہ میں پھلدار باغ ہے اور اس باغ کے اندر ایک مکان بھی ہے اور باغ کے اندر رہائش کے لئے مع انکے

پمپ سیٹ ہے ان کی اندازاً موجودہ قیمت حسب ذیل ہے :۔

(الف) زمین زرعی دس ایکڑ قیمت ۱۵۰۰/ روپیہ

(ب) باغ پھلدار نو ایکڑ مع مکان ۱۵۰۰۰/ روپیہ ہے (پندرہ ہزار روپیہ)

(ج) پمپ سیٹ ۲۰۰۰/ دو ہزار روپیہ۔

یہ مذکورہ بالا تمام جائداد موضع چیڑچیڑلہ ضلع محبوب نگر آندھرا پردیش میں واقع ہے اور میری ملکیت ہے (۲) منقولہ جائداد میرے پاس (۱) ایک عدد موٹر سائیکل Lambretta بیکمہ ۱۹۶۲ء ماڈل ہے جس کی قیمت ۳۰۰۰/ روپیہ ہے (ب) اثاثہ البیت کی قیمت مبلغ ایکہزار روپیہ ہے۔ گویا جملہ جائداد کی قیمت ۲۲۵۰۰/ روپیہ ہے۔ میں اس ساری جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں میری وفات کے وقت میری جو جائداد ہوگی۔ اس کے علاوہ میں سرکاری ملازمت میں ہوں جس سے مجھے ۲۴۳/ روپیہ ماہوار تنخواہ ملتی ہے۔ اور مذکورہ بالا زرعی جائداد سے اندازاً ۱۰۰۰/ روپیہ سالانہ آمد ہوتی ہے میں اپنی تمام موجودہ وآئندہ آمد کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

العبد میر احمد صادق موصی۔ گواہ شد سیٹھ محمد معین الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ حیدر آباد دکن۔ گواہ شد سیٹھ رشید احمد ولد سیٹھ محمد حسین صاحب مرحوم محلہ ملے پلی جدید حیدر آباد دکن۔

وصیت نمبر ۱۳۵۸۵ ۔ میں سید عمر ولد سید حسین قوم احمدی پیشہ تجارت عمر ۳۲ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن حیدر آباد ڈاک خانہ خاص ضلع حیدر آباد صوبہ آندھرا۔ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۶/۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اس وقت حسب ذیل ہے :۔

۱۔ دو فیکٹریاں بنام سٹار بون اینڈ فرٹیلائزر کمپنی مقام کا چیگوڑہ حیدر آباد وسرور نگر حیدر آباد مع مکانات جو فیکٹریوں کے احاطوں میں ہیں ان کی مجموعی قیمت ڈیڑھ لاکھ روپیہ ہے۔ یہ فیکٹریاں ہم دو بھائیوں اور ہمارے والد صاحب محترم میں مشترک بحصہ برابر ہیں۔ گویا میرا حصہ ۱/۳ ہے میں اپنے حصہ کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ میری وفات کے وقت میری جو جائداد ہوگی اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ مجھے اس تجارتی کاروبار سے اندازاً ۴۰۰/ روپیہ ماہوار آمد ہو جاتی ہے۔ میں اپنی موجودہ وآئندہ آمد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ العبد سید عمر موصی

گواہ شد سید جہانگیر احمد برادر موصی ولد سید حسین ساکن کاچیگوڑہ۔ گواہ شد سیٹھ محمد معین الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ لال فیکٹری حیدر آباد دکن ۲۶/۸ ۔

وصیت نمبر ۱۳۶۲۲ ۔ زیتون بی بی بیوہ سید رحیم بخش صاحب مرحوم قوم سید پیشہ خانہ داری عمر ۶۷ سال تاریخ بیعت ۔ ساکن پرسوا گرام ڈاک خانہ خاص ضلع کٹک صوبہ اڑیسہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۶۵/۳ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میں بیوہ ہوں میرا مہر ۲۵۰۰/ روپیہ ہے جو میرے خاوند مرحوم کی جائداد سے قابل ادا ہے۔ اس طرح میرے خاوند کی جائداد میں سے میرے حصہ میں جو جائداد آتی ہے۔ اس کی مالیت تقریباً ۲۵۰۰/ روپیہ ہے۔ میں اپنے حق مہر اور حق جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ ۲۔ اس وقت میرا گذارہ اس آمد پر ہے جو میرے بیٹے ۴۰/ روپیہ ماہوار مجھ کو دیتے ہیں۔ میں اس آمد ماہوار کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اگر بوقت وفات مذکورہ بالا جائداد کے علاوہ میری کوئی اور جائداد ثابت ہو۔ تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان مالک ہوگی۔ الامتہ نشان انگوٹھا زیتون بی بی موصیہ ۶۵/۳ ۔

گواہ شد سید بشیر محمد احمدی فرزند موصیہ 74 Bantanck Street Calcutta ۔ گواہ شد سید عبد المنان فرزند موصیہ۔ گواہ شد سید عبد الباری ساکن پرسوا گرام۔

وصیت نمبر ۱۳۶۶۷ ۔ مبارکہ بیگم صاحبہ زوجہ حافظ عبد العزیز صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر ۳۰ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ خاص ضلع گورداسپور مشرقی پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۶۵/۳ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری کوئی غیر منقولہ جائداد کوئی نہیں ہے۔ میری منقولہ جائداد کی تفصیل یہ ہے (۱) حق مہر مبلغ ۴۰۰/ روپیہ بذمہ خاوند ہے (۲) زیور کوئی نہیں ہے ایک گھڑی قیمتی ۵۰/ روپیہ ہے یہ کل رقم ۴۵۰/ روپیہ ہے اس کے علاوہ میری جائداد نہیں ہے اور نہ ہی میری کوئی آمد ہے۔ میں اپنی اس جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ نیز میری وفات کے وقت جو بھی ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

الامتہ مبارکہ بیگم ۶۵/۳ گواہ شد محمد شفیع عابد درویش قادیان موصی نمبر ۹۲۹۲ ۔ گواہ شد مخدوم حسن خادم مسجد مبارک والد موصیہ موصی نمبر ۲۸۰۲ قادیان۔ گواہ شد نشان انگوٹھا حافظ عبد العزیز

خبریں

نئی دہلی ۱۶ رمئی۔ آج لوک سبھا میں پنجابی صوبہ اور ہریانہ پرانت کی تشکیل کے متعلق آئین کے اُنیسویں ترمیمی بل کو مطلوبہ تعداد میں ووٹ نہ مل سکیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بل پاس نہ ہو سکا۔ اس کے حق میں ۲۷۰ ووٹ پڑے جبکہ ہاؤس میں موجود ممبروں کی تعداد ۳۷۰ تھی۔ جو کہ مطلوبہ تعداد سے کہیں کم تھی۔ ہاؤس میں دو تہائی کی مطلوبہ حاضری نہ تھی اس وجہ سے بل پر غور نہ ہو سکا۔ ایک ممبر نے دریافت کیا کہ کیا موجودہ سیشن میں پنجابی صوبہ کے بارے میں اور کچھ نہیں کیا جا سکتا؟ حکومت کی طرف سے اس کا کوئی جواب نہ دیا گیا۔ اس بل کی رُو سے حکومت کو اختیار مل جائے گا کہ وہ مرکزی نظم و نسق والے کسی صوبہ میں کسی دوسرے صوبہ کے علاقے شامل کر سکتی ہے۔ اس طرح ایک نیا راجیہ بنایا جا سکتا ہے یا موجودہ مرکزی علاقہ میں توسیع کی جا سکتی ہے چونکہ ہماچل میں پنجاب کے کچھ پہاڑی علاقے شامل کئے جانے ہیں اور آئین کی رُو سے مرکزی نظم و نسق والے علاقوں میں کوئی اور علاقہ شامل نہیں کیا جا سکتا۔ اس لئے اب آئین میں اس مطلب کی ترمیم کرنا مقصود ہے۔

سرینگر ۱۹ رمئی۔ بارہ مولا سے آمدہ اطلاع مظہر ہے کہ آج وہاں جموں و کشمیر کے تعلیمی منتری شری صادق کو ہلاک کرنے کی سازش کی گئی ان کے جلسہ میں پاکستانی ساخت کا دستی بم پھینکا گیا۔ اس میں ایک شخص ہلاک بیس زخمی ہو گئے۔ مگر شری صادق بال بال بچ گئے۔ ہینڈ گرنیڈ اس وقت پھٹا جبکہ وہ جلوس کی صورت میں ایک گلی سے گزر رہے تھے جلوس کے بعد جلسہ ہونا تھا۔

سرینگر ۱۶ رمئی۔ کشمیر سرکار کے پولی ٹیکنیک کے بڑے دفتر میں کل رات بھیانک آگ لگ گئی۔ جس سے دفتر کا ریکارڈ۔ لائبریری کی کتابیں اور کچھ عمارت جل گئی۔ تاہم مشینری بچ گئی۔

نئی دہلی ۱۶ رمئی۔ آج لوک سبھا میں وزیر خارجہ شری سورن سنگھ نے کہا کہ حکومت کو بھارت کیخلاف پاکستان چین گٹھ جوڑ کا علم ہے۔ اور ہم نے ضروری اور صحیح اقدامات کئے ہیں۔ شری سورن سنگھ نے اس امر کی تصدیق کی کہ پاکستان میزو باغیوں اور ناگاؤں کی تشدد آمیز کارروائیوں کے کرنے کے لئے حوصلہ افزائی کر رہا ہے۔ یہ واضح نہیں ہو سکا کہ اس معاملہ میں چین کا کہاں تک ہاتھ ہے۔ تاہم چین اگر اس علاقہ میں گڑبڑ کر رہا ہے تو پاکستان کی حکومت ہی کرا رہی ہے۔

چنڈی گڑھ ۱۶ رمئی۔ پنجاب کے وزیر اعلیٰ شری دربارہ سنگھ نے کہا کہ ماسٹر تارا سنگھ ایسی باتیں کر رہے ہیں جن کا زمانہ لد چکا ہے۔ ماسٹر تارا سنگھ کو یہ توقع نہیں رکھنی چاہیئے کہ جمہوری نظام میں ان کے لئے سکھ سٹیٹ قائم کر دی جائے گی۔

نئی دہلی ۱۶ رمئی۔ پردھان منتری شریمتی اندرا گاندھی نے آج لوک سبھا میں یہ مطالبہ مسترد کر دیا کہ چونکہ روپوش ناگا لیڈروں کا مسلح ناگاؤں پر کوئی کنٹرول نہیں۔ اسلئے روپوش ناگا لیڈروں کے ساتھ بات چیت ختم کر دی جائے۔ اُنہوں نے کہا کہ میں سمجھتی ہوں کہ ہمیں بات چیت نہ توڑنی چاہیئے۔

فیروز پور ۱۶ رمئی گیانی ذیل سنگھ ایم۔ ایل اسے نے کل ایک پریس کانفرنس میں کہا کہ ماسٹر تارا سنگھ حق خود ارادیت وغیرہ کے جو انٹی نیشنل بیانات دیتے رہے ہیں۔ اُن کی بنا پر اُن کے ساتھ غدار شیخ عبداللہ جیسا سلوک کیا جانا چاہیئے۔

نئی دہلی ۱۶ رمئی۔ وزیر خارجہ سردار سورن سنگھ نے آج لوک سبھا میں بتایا کہ سرکار ایٹم بم نہ بنانے کی پالیسی پر کاربند ہے۔ ہم ملک کی دفاع کو مقدم ترین سمجھ کر سرکار رکھنے کی لگاتار اپنی پالیسی پر غور کرتی رہتی ہے۔ آپ نے کہا کہ پرمانو حملہ کے خطرہ سے بہترین بچاؤ یہ ہے کہ پرمانو ممالک غیر پرمانو ممالک کو تحفظ کی اجتماعی گارنٹی دیں۔

احمدیہ شفاخانہ قادیان کے لئے کوالیفائڈ ڈاکٹر کی ضرورت

تقسیم ملک کے بعد سے صدر انجمن احمدیہ قادیان کے زیر انتظام احمدیہ شفاخانہ جاری ہے۔ کچھ عرصہ سے کوالیفائڈ ڈاکٹر نہ ہونے کی وجہ سے درویشان اور ان کے اہل وعیال کو علاج معالجہ کے سلسلہ میں کافی پریشانی اور دقتوں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ اور اس غرض کے لئے بٹالہ اور امرتسر کے ہسپتالوں میں بغرض علاج بھجوانا پڑتا ہے۔ اور بعض اوقات سواری میسر نہ آنے کی وجہ سے مریض اور سلسلہ کو بڑی مشکل پیش آجاتی ہے۔ اس لئے نظارت ہذا بذریعہ اعلان ہذا ایک کوالیفائڈ ڈاکٹر احمدی مسلمان کی اشد ضرورت احمدیہ شفاخانہ کے لئے محسوس کرتی ہے۔ اس نیک کام کے لئے اگر کوئی احمدی کوالیفائڈ ڈاکٹر اپنے آپ کو مرکز سلسلہ کی خدمت کے لئے وقف کرنا چاہیں تو ان کو مرکز میں رہنے کا موقعہ ملے گا۔ اور صدر انجمن احمدیہ ان کو گورنمنٹ گریڈ کے مطابق تنخواہ دے گی۔ اور ایسے دوست کو خدمتِ دین کا موقعہ بھی ملے گا۔

ناظر امور عامہ قادیان

تین بابرکت تحریکیں (بقیہ صفحہ ۲)

اس بارہ میں بھی حضور کے خطبہ کے اقتباسات نظارت دعوت و تبلیغ کے شائع کردہ کتابچہ میں شامل ہیں ان میں تفصیلی طور پر بتایا گیا ہے کہ اپنی اپنی سہولت کے مطابق احباب جماعت دو سے تین ہفتہ تک کے ایام وقف کرکے اپنے خرچ پر تبلیغ کا کام کریں۔ یہ تحریک بھی بڑی بابرکت ہے۔ تبلیغی جہاد میں حصہ لینا ہر احمدی کا فرض ہے اور یہ فرض اس صورت میں ادا ہو سکتا ہے کہ ہر شخص میدان میں آئے۔ اس سے ایک شخص کی اپنی روحانیت بھی بڑھتی ہے اور خدا تعالیٰ کا پیغام بھی دوسروں تک پہنچانے کے ساتھ فرض ادا ہوتا ہے

اس میں کوئی شک نہیں کہ فی زمانہ مادیت کی طرف لوگوں کی توجہ زیادہ ہے لیکن اس قسم کا زیادہ انہماک کا نتیجہ ہے کہ اندر ہی اندر روحانیت کی طرف رغبت پیدا ہو رہی ہے ہم نے بارہا خود دیکھا ہے کہ لوگ بڑے اصرار اور خواہش کیساتھ سچی روحانی باتوں کو سننے اور اُن میں دلچسپی لیتے ہیں۔ دلوں کے اندر پیدا ہو رہی یہ عجیب سی تبدیلی کوئی معمولی بات نہیں۔ دراصل یہ مومنوں کیلئے حق تعالیٰ کی قدرت ثانیہ کا ایک واضح ثبوت ہے کہ اس نے اپنے پیارے مسیح موعود کو زمانہ کی اصلاح کے لئے مبعوث فرمایا تو لوگوں کے دلوں کو بھی اس طرف راغب کر دیا۔ اب یہ مومنوں کا کام ہے کہ حضرت امام ہمام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے میدانِ تبلیغ میں کود جائیں اور اپنی شبانہ روز کی مساعی سے اُن سعید روحوں کو جلد از جلد آستانہ الٰہی پر لا جھکائیں جو اس کے لئے تڑپ رہی ہیں۔

ضروری ہے کہ اس سلسلہ میں بھی احباب جماعت سابقت کا نمونہ دکھائیں اور حضور کی سکیم کے مطابق تبلیغ کے لئے ایام وقف کریں یا پھر نظارت تبلیغ کی طرف سے دی گئی سہولت کے مطابق تبلیغ بدل کے طور پر اپنے اخراجات سفر اور قیام و طعام کے تخمینہ کے مطابق مرکز میں روپیہ بھیج دیں تا اس روپیہ کے ساتھ ایسے افراد کو بھیجا جا سکے جو وقف تو کر سکتے ہیں۔ مگر مالی وسعت نہیں رکھتے۔

اس تحریک میں کاروباری احباب ملازمت پیشہ، پروفیسر لیکچرار سکولوں کے اساتذہ اور کالجوں کے طلبا کو اپنے نام پیش کرنے کی خاص طور پر تحریک کی گئی ہے۔

جہاں تک تبلیغی جدوجہد کا تعلق ہمارے وسیع و عریض ملک میں بہت سے ایسے علاقے ہیں جہاں ابھی جماعتیں قائم نہیں اور نہ ہی مبلغ متعین کئے جا سکتے ہیں۔ اگر مخلصین جماعت حضور کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے آگے بڑھیں تو صوبجات گجرات۔ مدھیہ پردیش۔ ہماچل پردیش۔ آسام۔ پنجاب اور ہندوستان کے بہت سے دوسرے علاقوں میں جہاں یا تو سرے سے ہمارا کوئی مشن قائم نہیں یا صرف ایک ایک مبلغ موجود ہے اس تحریک کے مطابق تبلیغ کو وسعت دی جا سکتی ہے۔!!